

جلد 26 شماره 7 ماه جولائی 2024ء محرم الحرام 1446ھ



ماہنامہ فلاح آدمیت

سلسلہ عالیہ توحید یہ کا تعارف اور اغراض و مقاصد

- ◆ سلسلہ عالیہ توحید یہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- ◆ کشف و کرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور اس کی رضا و لقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- ◆ حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منہی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- ◆ موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اور ارادہ وادکار کی تلقین۔
- ◆ غصہ اور نفرت، حسد و بغض، تجسس و غیبت اور ہوا و ہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطعاً سوا اللہ، حلیم و رضا عالمگیر محبت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- ◆ فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لا حاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل و عیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- ◆ اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح و خدمت کے کام کو آگے بڑھانا ہے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

پیارا
خواجہ عبدالحکیم انصاری
بانی سلسلہ



محمد صدیق ڈار
بانی مجلہ فلاح آدمیت

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کا علمبردار

نگران و سرپرست اعلیٰ: جناب محمد یعقوب توحیدی شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ
0344-8000042

مجلس ادارت

شفیق احمد، وحید احمد، پیر خان
حافظ محمد یسین، عبدالقیوم ہاشمی
خالد محمود بخاری
ماجد محمود توحیدی

سید محمد عبداللہ بخاری
0301-7705388

شہزاد محمود بخاری
0301-7430526

سید رحمت اللہ شاہ
0333-4662212

مدیر

معاون مدیر

نائب مدیر

ترسیل: فقہ محمود، محمد ریاض

شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ

مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ
Ph: 055-3411030 ای میل: info@tauheediyah.com
Website www.tauheediyah.com

بلاشر عامر رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز ماہلی مٹھی والا اور سے مچھو اکرم مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

سالانہ فخر -300/- روپے



قیمت شمارہ -30/- روپے

اس شمارے میں

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ
1	پیام قرآن وحدیث	ادارہ
3	علامہ مارف	ماہر محمود حیدری
19	نگاہ محمد صدیق ﷺ	علامہ مرتضیٰ
22	کرامات نور کشف کی حقیقت	غلام محمد عبدالکلام انصاری
31	اسلامی روحانیت	قلم محمد صدیق ﷺ
40	انوار تعمیر	محمد ریاض بیکسر
42	توحید کی عملی شکل	محمد عتیق بدای
49	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	خالدہ جمیل
54	پاکستان میں افکار اسلام کا اسیہ	سکندر اعظم

پیام قرآن

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ - الْيَوْمَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَالْمُضَاهِرِينَ عَلَى مَا أَسَاءُوا
وَالْمُحْسِنِينَ الصَّالِحِينَ وَمِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا تَكْفُورًا (سورۃ النحل آیت ۳۵-۳۳)
اے نبی ﷺ بشارت دے دے عجاہز اندویش اختیار کرنے والوں کو جن کا مال یہ ہے کہ
اللہ کا ذکر سنتے ہیں مگر ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں، جو مسیت بھی ان پر آتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں، تراز
تاقم کرتے ہیں، اور جو کچھ رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَاسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالْأَنْسَاءُ
وَالْأَنْسَاءُ كَثِيرًا وَبَعْضُ النَّاسِ مَنصُورٌ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ عَزِيزٌ
(سورۃ الحج آیت ۲۵-۲۴)
اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں اور گرجا اور معبد اور
مبجریں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے، سب مسمار کر ڈالی جائیں۔

وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ - أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ - وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا
يَفْعَلُونَ - إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانصَرُوا - مِن بَعْدِ مَا ظَلَمُوا
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْصَلِبُونَ - (سورۃ الشعرا ۲۶-۲۷ آیت ۲۷-۲۴)
رہے شعرا لہذا ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی
میں جھکتے ہیں اور انکی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہوں
نے نیک عمل کیے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو صرف بدلہ لے لیا۔ اور ظلم
کرنے والوں کو ہتھکڑیوں سے لکڑیوں سے ڈھکے ہوئے گا کہ وہ کس انجام سے دھیا رہتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا، پھر پوچھا کہ اس کے بعد تو فرمایا والدین کے ساتھ نیک معاملہ رکھنا۔ پوچھا اس کے بعد، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے یہ تفصیل بتائی اور اگر میں اور سوالات کرنا تو آپ ﷺ اور زیادہ بھی بتلاتے۔ (یعنی میں نے بطور ادب خاموشی اختیار کی)۔

(کتاب اوقات الصلوٰۃ صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی شخص کے دروازے پر نیم جاری ہو، اور وہ روزانہ اس میں پانچ دفعہ نہائے تو تمہارا کیا گمان ہے؟ کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ ابھر گز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی حال پانچ وقت کی نمازوں کا ہے کہ اللہ پاک ان کے ذریعہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(کتاب اوقات الصلوٰۃ صحیح بخاری)

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے عہد کی کوئی بات اس زمانہ میں نہیں پاتا۔ لوگوں نے کہا نماز تو ہے۔ فرمایا اس کا ذکر بھی تم نے کر رکھا ہے جو کر رکھا ہے۔

(کتاب اوقات الصلوٰۃ صحیح بخاری)

حضرت انسؓ رو رہے تھے۔ پوچھا گیا۔ آپ کیوں رورہے ہیں؟ فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کے عہد کی کوئی چیز اس نماز کے علاوہ اب میں نہیں پاتا اور اب اس کو بھی ضائع کر دیا گیا ہے۔

(کتاب اوقات الصلوٰۃ صحیح بخاری)

فدائے عارف

(فرمودات شیخ سلسلہ عالیہ توحید یہ قیل محمد یعقوب صاحب توحیدی مدظلہ)

(ماجد محمود توحیدی)

☆ اللہ ہمارا خالق ہے۔ اسے ہماری Nature (فطرت) کا پتا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ آپ کی نیت میں کیا ہے، اس سے وہ باخبر ہے۔ اگر آپ نے Surrender (سرسليم خم) کیا ہوا ہے تو آپ سے کوئی تعارض نہیں ہوگا ان شاء اللہ۔ ایسے ہی پارہو جاؤ گے۔ فکرمات کرو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ یہ ہے کہ اپنی نیت کو صاف رکھو۔ نیت کو اللہ کی مخلوق سے بالکل صاف رکھو۔ دل میں غل، بخلی، کینہ، یہ چیزیں بہت نقصان دہ ہیں۔ یہ مت رکھو۔ دل صاف ستھرا رکھو۔ اللہ اللہ خیر صلہ۔ اللہ کے ساتھ ہو ہے ہی پیار۔ مخلوق کے ساتھ بھی پیار کرو تو پھر کوئی فکر نہیں ہے، پھر اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ یہ جو ہیں روزے، نماز، یہ پابندیاں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنا آئین جو ہے اس پر عمل کرنا دیکتا ہے کہ کون کتنا عمل کرتا ہے۔ That's it۔ (بس یہی کچھ) اور اسے ان کی کوئی جتنائی نہیں ہے کہ کسی نے کتنے سجدے کیے اور کسی نے کیا کی بس کسی نے حاضری لگوائی، وقت پر پہنچ گیا تو بس کہتا ہے: Well done (بہت خوب) مڑے کرو۔ اللہ اللہ ہے بھئی۔ اللہ کو اللہ سمجھو بس۔

بس اللہ کے قریب ہو جائیں۔ کسی طرح سے ہمارا دل اللہ کے ساتھ لگ جائے۔

ہمارے دلوں میں اللہ کی یاد آ جائے۔ یہ دشمنان شریف جو ہے یہ اسی کی Practice (مشق) ہے۔ لعلکم تتقون تک تو وی آتا جہاں اللہ میاں۔ یہ روزہ اس لئے فرض کیا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ اس کا مقصد محض یہی ہے کہ آپ متقی بن جائیں۔ اس کے بہت سارے

شعبے ہیں لیکن خاص شعبہ ہمارے لئے یہی ہے کہ اللہ کی یاد کو زیادہ سے زیادہ دل میں بٹھائیں یہ اس کی طرف دھیان بھی دینا چاہئے، خیال بھی کرنا چاہئے۔ باقی شعبے جو ہیں وہ یہی ہیں جو آپ لوگ ملنے ملانے کے لئے انتظام کرتے ہیں، وہ اپنی جگہ بڑا مقام ہے کہ خالص اللہ کی رضا کے لئے آپ ایک دوسرے سے ملنے کا انتظام کرتے ہیں اور ملتے ہیں تو وہ انگ بات ہے یہ جو اللہ کی یاد کو دل میں بٹھانے کی بات ہے اس کو انگ سے وقت دینا پڑے گا۔ یہ آپ دیں ضرور دیں۔ اس مہینے کو اپنے لئے خاص کر لیں کہ ہم نے اس میں اس بات کو Target (ہدف) بنانا ہے اور اس کو Achieve (حاصل) کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے آپ کو یاد کرنے کی اور طبیعت کو اپنی طرف مائل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

طریقہ کوئی بھی ہو مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ کو کیسے یاد کریں اور کیسے یاد رکھیں۔ کیسے یاد رکھ سکتے ہیں یہ اصل بات ہے۔ ہر وقت ہمارے دل میں اللہ رہے۔ اس کے لئے ہمیں وقت نکالنا پڑے گا اور وقت دینا پڑے گا۔ اللہ ہمیں اس میں کامیابی عطا فرمائے۔

☆ آپ لوگ دعا کے وقت سارے بھائیوں کو یاد رکھو۔ اپنے حلقے سے پیار کرو اور حلقے کی ترقی کے لئے، حلقے کی بقاء کے لئے کم از کم دعائیں تو کریں ناں۔ جو عملی کام کرنا ہے وہ تو آپ کرتے ہی رہتے ہیں، ہم پھر بھی کریں گے لیکن سارے بھائی دعا بھی اللہ میاں سے کرتے رہیں اور خاص طور سے آج کل تو جو حالت پاکستان کی ہے یہ ہم سب کا فرض ہے اور یہ آزادی کی نعمت جو ہے ناں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اس کی بقاء کے لئے، اس کی سالمیت کے لئے دعا کریں اور کبھی غلطی سے بھی نہیں بھلائیں۔ اس کے لئے ضرور دعا کریں۔ اللہ دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اللہ ہمیں ہدایت دے کہ ہم خود اس کی پاسداری کریں اور اس کی نگہبانی کا انتظام سنبھال سکیں۔ ذاتی طور سے، عملی طور سے، ہر لحاظ سے ہمیں اس کی

نگہبانی کا انتظام کرنا اور سوچنا چاہیے۔ اور اللہ کے آگے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ہمیں جو یہ آزادی کی دولت آپ نے اپنے خاص فضل و کرم سے عطا کی ہے، اس کی نگہبانی بھی آپ ثمود کریں ہم تو اپنے آپ کو اس قابل ثابت نہیں کر سکے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ آتا ہے لیکن یہ حقیقت ہے، ہم لوگ ابھی تک سندھی، پنجابی، اور بلوچ، پٹھان بنے ہوئے ہیں۔ اب تک پاکستانی نہیں ہے۔ ہمارے کسی بھی شعبے نے اس طرف خیال نہیں کیا۔ نعلائے کرام نے کہا ہے نہ درس و تدریس سے منسلک بڑے بڑے سکالر ہیں انہوں نے کیا ہے اور ٹیڈروں نے کیا ہے۔ کسی نے بھی اس طرف دھیان نہیں دیا اور نتیجہ یہ ہے کہ ہم آج تک پاکستانی نہیں بن سکے باقی سب کچھ ہیں۔ یہ بڑے ہی دکھ کی بات ہے۔ ہمارے پڑوس میں آپ ایک عام انسان سے پوچھیں وہ چھاتی پر ہاتھ مار کے کہتا ہے کہ میں انڈین ہوں، میں بھارتی ہوں۔ ہم میں ایسا کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ بڑی دکھ کی بات ہے۔ لیکن یہ اپنی جگہ ہے حقیقت۔ چنانچہ یہ سہراکس کے سر پڑا ہے کہ پاکستانی قوم کو پاکستانی بنادے۔ دعا کریں۔ اس کو نظر انداز مت کیا کریں۔ دعا ضرور کیا کریں۔

☆ جو کچھ اللہ نے دے رکھا ہے اس پر خوش رہیں۔ کبھی یہ ذہن میں نہ لائیں کہ کم ہے۔ یہ سوچ ہی سرے سے چھوڑ دیں۔ اللہ کی طرف سے کوئی کمی نہیں ہے۔ وہاں سے سارا پورا ہے۔ ہمیں اس پر بھروسہ ہے۔ اللہ میاں ہم سے زیادہ حساب دان ہے۔ وہ جانتا ہے انہیں کتنی چاہیے، وہ دے رہا ہے اور جو اللہ دے رہا ہے وہ سچ ہے بس اس پر آپ خوش ہو جائیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اللہ کے فیصلوں پر راضی رہیں۔ یہ یاد رکھیں۔ اپنے اس خیال کو کسی صورت میں Compromise (مجھوڑ) مت کریں۔ اللہ جو کر رہا ہے وہ ٹھیک ہے

بس۔ ہمیں اگر ایک وقت کھانا ملا تو ہم نہیں جائیں گے۔ ہم ایسے ہی رہیں گے ان شاء اللہ۔ بالکل اپنے آپ کو اس پر قائم رکھیں اور اس کے علاوہ کچھ سوچیں ہی نہیں۔ اللہ کے فضلے پر ہم اعتراض کریں؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ہم کیسے حیدری ہیں؟

☆ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم سب کے لئے دعا کریں۔ اپنے حلقے کے لئے خاص طور سے دعا کریں، اپنے پاکستان کے لئے خاص طور سے دعا کریں کہ پاکستان پر بھی اللہ تعالیٰ اپنا کرم فرمائے۔ ہمیں بھی دنیا کی قوموں میں کوئی مقام عطا فرمائے۔ یہ دعا کریں ہم مسلمان بن جائیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ جب تک ہم مسلمان نہیں بنیں گے ہمارا کیا بنے گا؟ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمیں یہ بات چاہیے سمجھ کیوں نہیں آتی کہ مسلمان کی بنا قرآن سے ہے۔ اگر اس کو چھوڑ دیا تو ہم کہیں کے بھی نہیں ہیں۔ یہ چھوٹی سی ایک بات ہے جو ہماری سمجھ نہیں آ رہی۔ ہم اسی لئے ذلیل ہیں کہ ہم نے قرآن کو چھوڑا ہوا ہے۔ بس چاہتیں اللہ تعالیٰ نے کب ہمیں یہ بات سمجھائی ہے۔ یہ میری سمجھ نہیں آ رہی کہ اللہ کو کیا منظور ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم نے قرآن چھوڑا ہے تو ہم کہیں کے نہیں ہیں۔ دھوبی کا کتا، نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ یا کافر ہو جائیں ہم، منکر ہو جائیں۔ اللہ نوازے گا جو مرضی ہے کریں۔ ہم قوم بھی بن جائیں گے، سارا کچھ ہو جائے گا۔ ہم کہیں کے تو نہیں۔ ہم کہیں کے بھی نہیں ہیں نہ کافر ہیں نہ مسلمان ہیں۔ یا ر! کچھ تو بنو اللہ کے بندہ۔ کچھ بن جاؤ۔ یہ مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائے اور ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ۛ روبرو جب لعنکم تسعون سب کے سے ملتا کھارے سے سب سے زیادہ ہے۔ اس سے ہمیں سب سے آگے بڑھ کر اس پر عمل کرنا پڑے گا۔ اگر اللہ سے پیار کرنا ہے تو پتہ ہمیں آگے، ہمارے پیار رہا پڑے گا۔ کسی نے قلمہ دار صاحب سے کہا کہ حج شب، رات ہے، حج شب معراج ہے۔ آپ نے فرمایا کہ در آپ کے لئے تو ہر رات شب رات سے اور حج شب معراج ہے۔ یہ تو عام باتیں ہیں۔ یہ آپ یاد کرتے رہتے ہیں؟ آپ اپنا کام کرتے ہیں تو یہ بہت ہے۔ اور آپ کیا کریں گے؟ وہی کریں گے جو روز کر رہے ہیں۔ آپ باتیں تو Recorded میں وہ سمجھتی ہیں جیسا کہا ہے۔ ہم اپنی سمجھ کے مطابق بات کرتے ہیں۔

(آں لائن میٹنگ ۲۲ جولائی ۲۰۲۳ء میں گفتگو سے اقتباسات)

ۛ بونھکی مسائل ہوں یہ حل ہو جائے ہیں۔ اس کو خود ہی حل کیا کرو۔ آج کل تو خاص طور سے کوئی سی باتیں ہے۔ اپنے آپ کو خود ہی Handle کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت دے گا۔ جو مسئلہ ہے۔ کوئی مسئلہ نہیں۔ مشکل کچھ بھی نہیں ہوتی۔ مشکل یہ چیز ہوتی ہے؟ اللہ اپنے قصاص فرمائے۔

تو پچھا کے سدھارے، تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ

جو شکستہ ہوئے عجز یہ تر سے نگاہ آئینہ ہا ز میں

کب تک سنبھال کے رہو گے۔ اسے استعمال میں لو۔ یہ اچھا ہے۔ اسے اکبر۔ ایک حالت میں اللہ کی دانت ہی اچھی لگتی ہے۔ بس اسے قائم رکھو، اسے اسے رکھو۔ باقی کوئی ایسا نہیں ہے جس کے دونوں ایک جیسے گر جائیں۔ یہ ناممکن ہے۔ اسے زندگی کا احساس

ہی حتم ہو جائے۔ قدمیاں سے پیادہ اس نہیں تم کرنا۔ آپ کو Alert (خبردار) رکھنا ہے۔ اس طرح آپ ٹھیک رہیں گے۔ یہ اس کا شغل ہے۔ وہ بچتا ہے نہ میری مخلوق ہے۔ سب سے پیاری مخلوق ہے۔ سب تک سے چھٹھوڑے نہ اس کو کچھ کرنا کرنا نہ دیکھنا، اسے بھی حرا نہیں کرنا۔ دھڑ سے لے رہا ہے۔ آپ تو کون کونسی اس میں ایسے ہی حرا لینا چاہئے کہ چلو تو اس میں خوش تو نہ رہیں راضی بہ ارغوش بہر بھی خوش ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

☆ کتاب سے ایک جہاں کا حال پوچھ تو دوسرے بھائی سے اس کے بارے میں کہا کہ قبلہ حضور آج کل یہ ہیں یہی گنگنا رہتا ہے کہ

۔ مہمانوں کو کھانا دینا ضروری نہیں ہے یہاں توں وارے

فرما یہ اہمیت ہے یہ اسکی وہی بات کہیں ہے یہ بات اور یہ کہانی ایک بار تو آدمی کو سمجھو رہا ہے۔ یہ کہنا ہی نہ

۔ مہمانوں کو کھانا دینا ضروری نہیں ہے یہاں توں وارے

یہ سوچتی ہے۔ اس کو بھی اقدام میں آو تو پتا لگ جاتا ہے کہ تم کتنے پانی میں ہو۔ یہ نیا رو بہ مست ہوتا ہے۔ محمد بخشؒ نے بڑی رو بہ مست بات کی ہے۔

۔ مہمانوں کو کھانا دینا ضروری نہیں ہے یہاں توں وارے

سبحان اللہ سبحان اللہ یہ صرف ایک سوچ نہیں۔ پورا عمل ہے۔ س۔ جو

اس نہاتے میں پڑ گیا ہے، نیا ہی کوئی طاقت رعیدہ نہیں کر سکتی۔ خدا سے احسان، لاسحق سے کیونکہ کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں ہوا ہوا ہوں۔ وہ ہوا ہوا ہوا جاتا ہے۔ تو یہ اچھا ہے اگر اس اہلک سے ایک بھائی کلنا ملے (نے یہ گنگنا ٹھہرا رہا ہے۔ میں نے اسے گچھلی

دیکھ کہ تھا کہ اسی لیے مت سوا۔ اس سو۔ تم انہاں ہو۔ ٹھیک ہو کہ ہو۔ میں سے کہہ۔ اپنے آپ کو سمجھا ہو۔ میرا خیال ہے اس پر کچھ اثر ہو گیا ہے۔ اللہ کرے یہ اثر رہے۔

☆ اللہ کی ذات میں تفکر کرے۔ کہے ہمارے میں پوچھا گیا تو فرماؤ

یہ بات بہت اگے تک جاتی ہے اب تک ہماری پہنچ ہی نہیں ہے۔ اس لئے میں رک ہی جانا چاہتا ہوں۔ تفکر کے لحاظ سے آپ ایک صفت کو Cover (حادثہ) نہیں کر سکتے۔ اس کی تو اس گت، بے شمار صفت ہیں۔ اس پر تفکر کرتے رہے اس کی ذات تو بے مثال ذات ہے اس پر کیا تفکر کرے؟ ہوتا ایک تھا، سے اور سے گاہہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ اس میں ہونی عیب و لی ذات نہیں ہے۔ اس میں تم کیا تفکر کرو گے؟ صفت ہیں۔ صفت میں سے کسی ایک میں تفکر میں پر گئے تو آپ ان کو Cover (حادثہ) نہیں کہہ سکتے، آپ رابطی گزار ہیں۔ آپ سے یہ زبردست بات نکال ہے۔

انصار کی صاحب سے سوال کہ میں سے رمالد صاحب سے پوچھا کہ اللہ میاں کیسے ہے؟ رمالد صاحب نے فرمایا کہ اللہ میاں کیسے کی طرح ہے۔ (انصار کی صاحب) کہنے لگے یہ کیا کہ کیسے کی طرح ہے۔ (رمالد صاحب) کہے لگے۔ کیسے کہ آپ، نکلیں۔ اسے چھپنا اثر ہو کر دیا۔ ایک پھلکا ہٹا ہوا، وہ اسٹاپ میسر ہٹا ہوا۔ جب چچے گئے تو نہ پھلکا سے ندا! رکھ ہے، کچھ بھی نہیں ہے۔ ہاں اللہ میاں سے، دھوڑ لے گا۔ یہ ہے اللہ۔

میں نے پایا، انصار کی صاحب سے ایک مرتبہ پوچھا کہ اللہ میاں کیسے ہے؟ پایا نے کہا کہ پانی کی کوئی شکل ہے؟ یہ ہاں انصار کی صاحب کا جواب تھا کہ پانی کی کوئی شکل ہے؟ لے میں، ایتھ پیلہ سے حوض میں ڈالو تو میں، ایتھ میں، ایتھ ہوگی۔

میں اندھیوں کی سی ہے۔ اس وقت پر آپ بیاٹنگ کریں گے، مصداق بنی کی ہیں۔ اس گت ہیں۔ اس میں نہ۔ غوطہ رقی نہ۔ مل جائے گا کچھ نہ کچھ۔ اس تو وہ مرنے کا چارے پاس یہ نئی اثبات ہے۔ یہ ذات کا ہی ہے۔ نئی اثبات جو ہے یہ ذات کا ہی فکر ہے۔ اسی سے سارا کچھ نکلتا ہے۔ یہی وہ نئی اثبات کا ذریعہ میں ہوتی سب سبیب ہے۔ اسی میں سب کچھ ہے۔

ایسی باتیں جن کے بارے میں ہے کہ ان پر فکر مت کر، یہ تشاہدات ہیں۔ اللہ نے کہا کہ اس کے معنی اور سارا کچھ صرف میں ہی حاکم ہوں اور کون نہیں جانتا۔ یہ تو اللہ نے ہمارے قریب کے متعلق تو ہمارے اپنے جو خیالات ہیں، ہم اپنی جو مضمون نگاری کرتے ہیں اس میں ایسی باتیں ہوں گا جس سے آپ میں تو اس بات نہیں ہے، وہ نہیں سمجھتے۔ آگتی ہیں وہ بھی ایسی باتوں کو تشاہدات سمجھیں، طرح کی بات سمجھ کر قبول کرنا چاہیے۔ یہ بات سمجھتی ہے صرف اس کی طرف جائیں۔ وہی مفید ہوگی آپ کے لیے۔ تشاہدات کی طرف مت جائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے متعلق فرمایا ہے۔ مناسب کا جوہر میں ہے یہ تو پورا خزانہ ہے۔ اس میں پناہیں یہ بات سامنے آسکتی ہے۔ جو ہم نے کئی سوہ نکھی پڑھی ہے تو اس کے پیچھے پڑ کے ہم اپنی ساری کیفیت میں اب رہیں، ایسی باتوں کو سمجھیں۔ آگتی ہیں معمولی سا، خوبصورت صورتوں کے رچھوڑنا اچھا ہے۔

☆ ایک کی اپنی سوچ ہے۔ بڑی سوچ کا انداز ہے۔ اپنے اپنے انداز کے مطابق سوچتا ہے، اور ہر آدمی اپنی سوچ میں گم ہے۔ اگر چاہے تو کسی کی پروا نہ کرتا ہے، اور کسی کی پروا نہیں کرتا۔ ہر آدمی اپنے اس میں غرق ہے، ہر آدمی سوچ میں گم ہے، ہر آدمی اپنے اپنے

ہمیں تو سب کو ساتھ لے کے چلا ہوتا ہے۔ یہ بڑے منہمک کی ویساہ رسم کی سوچ ہے۔ ہم اپنے طریقے سے چلیں گے۔ کوئی چلنا ہے تو چلا، رہنا ہے کام کرے۔ ہم نہیں گئے۔ اللہ ہماری سوچوں کو درست فرمائے، اللہ ہمیں اپنی یاد کے مطابق عمل کرے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی خوشی کے مطابق جس میں وہ میرا راضی ہو۔ اللہ ہم سے وہ بات رائے، ہمیں وہ بات سمجھ لے، اس پر ہم عمل کریں۔ یہی ہم ایک دوسرے کو بتائیں۔

اللہ تعالیٰ ہے یہ جو بندے یا حساب۔ رخصی اللہ عنہ و رخصی اللہ عنہ یہ صحابہ کے لئے وہ نعمت تھی جو پہلے کی کوئی نہ اس کے بعد نہ کوئی۔ یہ صرف صحابہ کی قسمت تھی انہیں حضور اللہ ﷺ کے صدمہ قیامت ہاں مل گئی کہ جس کے آگے کچھ ضرور ہے۔ یہ پیچھے کچھ ضرورت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تم سے راضی ہوں تم مجھ سے راضی ہو۔ مرنے پر سبحان اللہ ایسا فیصلہ اور ایسی نعمت وہ صحابہ کی اس کے مقابل تھے وہی اس کے قابل تھے اور کوئی آج تک اس سے پیچھے یا بعد میں کوئی نہیں مل سکا۔ صحابہ کی زندگی پر آپ نظر ڈالیں تو اس عجیب ہی مخلوق اللہ سے پیدا نہ تھی۔ ہر ایک کی رخصی سوچ اور ہر وقت کوئی یہی سوچنا تھا کہ کیسے مجھ سے اللہ راضی ہو جائے۔ پس اور کسی کی کوئی سوچ ہی نہیں تھی۔ وہ رات بکی سوچتے رہتے تھے کہ وہ کیسے راضی ہو جائے۔ وہ تکی صبح پانے مل کے بعد یا کہ حضور اللہ ﷺ کو رخصی کر دیتے ہیں، مگر کیسے اللہ کو راضی کریں؟ ہم غریب بھی ہیں یہ بھی ہیں۔ ایک نے ہمدرد کیا کہ تمہیں ہے میں نے ہی نہیں سنا۔ میں یہی رہوں گا، رات میں عبادت کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں روزے ہی رکھتا رہوں گا۔ تیسرے نے کہا اور یہاں یہ حضور اللہ ﷺ کو پہنچا دے کہ ایسا ہوا ہے تو ان تینوں کو بلاؤ۔ انہیں کہا کہ یہ نہیں سنا۔ تم میرے جیسے نہیں کر سکتے۔ جو میں کرتا ہوں، اس سے باہر نکلا، گھر سے تمہارے احوال ہی سارے بے کار ہو جائیں گے۔

ایسا مت کرو۔ میں روزے بھی رکھتا ہوں، میں سے شادیوں بھی کی ہوتی ہیں۔ میں کھانا پیتا بھی ہوں۔ روزے بھی رکھتا ہوں۔ میں ہمارے کام کرتا ہوں۔ آپ لوگ بھی ایسے ہی کریں۔ سکھایا گیا کریں اور ایسا کریں۔

ہر کوئی ایک سو پتارہ دنہ تھا کہ میں اسے راضی کرنا ہے۔ انہیں اُن ایک وقت میں وہ چار رکھو یہاں لگی یہ تو انہیں کافی پر اوٹیں ہوتی تھیں کہ شام ۱۱ بجیں یہ چار رکھو یہاں میں کی بھی رہیں۔ کوئی پر اوٹیں ہوتی تھی۔ ایسے بے فکر نام کے تھے۔ بے فکر بے لوگ تھے۔ حکم ہونا تھا جہاں دکاؤ جو کمر میں سے اٹھے اور اسے ہمیں کے چل پڑے۔ کسی سے پوچھو۔ کوچہ نہ لگرنہ دات۔ دوا ہے ٹوٹ تھے۔ ہم اگر سوچیں ہمارے ہاں یہ کی زندگی کے اس انداز کی وجہ سے ہی ہم آج جس سطح پر ہیں، اور یہ عمل تو ہمارے فکر سے نئے نتائج پیدا ہوئے، اتنا عجیب! ہوا ہے۔ ہمیں اللہ کی رضا تو بہت دلائی بات بہت ہوئی کہتے ہیں کہ بس ہمارا چلنا ہے اللہ راضی ہی راضی ہے۔ سبحان اللہ صحت دے دے ہی تھی تھی صحت کی تقلید رہا کامیاب رہو گے، ہر معطل رہو گے۔ ہمیں نے قرآن کی ایک ایک آیت نولے کے زندگی گزار لی سبحان اللہ

☆ دل میں جتنی میرے آپ اللہ نور کھتے ہیں اصل بات وہی ہے۔ یہ ربانی کلامی جو سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر یہ پورے رچتے ہیں اس کی کوئی خاص قیمت نہیں ہے۔ قیمت وہی ہے جو دل کے اندر آپ سے نکلا دیا اس کی سے جیت رہے۔ یہ اللہ کی بارگاہِ راس میں ہمارے کچھ ہے۔ یاد رکھیں (حضرت مولانا محمد اعظمی الساعی) انہی کہتے تھے کہ دل میں بھلائی اس کی پوجا شروع کرو۔ میں یہی سے اللہ کی پوجا۔ اس سے کم پوجا راضی مت ہونا۔ اصل بات یہی ہے۔ انہوں نے تو یہ کسی کو نہیں کہا، کبھی بھی نہیں کہا کسی کو کہ تم

یہ مہم سے کہ۔ اس بس ایک لہجہ بھری تھا، کہ خدا کی ہے کہ تم بچے مٹ سب جان اللہ کا
 ذکر نہ کر۔ اور آپ سے نہ کسی کو کہا کہ سبحان اللہ پڑھا کر۔ نہ استغفر اللہ پڑھا کر۔ نہ
 الحمد للہ پڑھا کر، کچھ بھی نہیں ہوا۔ بس اللہ اللہ لیا کر۔ شروع سے ہمیں ہمارا سہا ہے
 نے اسوں نے یہی سکھا دیا ہے۔

میرا خیال ہے۔ اکثر توحید یوں Mind set (یعنی رجحان) بھی آپ ہی ہو گیا
 ہے۔ سب کا۔ باقی یہ ہو یا شک ہے کہ یہ پڑھتا ہے، وہ پڑھتا ہے، اس کی طرف کم ہی لوگوں کا
 حواس جاتا ہے۔ آپ کا خیال جاتا ہے؟ (محفل میں شریک افراد نے تصدیق کی نہیں جاتا۔)
 توفیق ہاں

کسی کا اس طرف خیال ہی نہیں جاتا۔ بس کہتے ہیں کہ پاس انگلیں مرتے رہیں
 اور وہ دھو۔ نہ پڑھتا جائے بس اور پھر اسی کی پوجا کرنی شروع کر دو۔ یہی ہے۔ اسی کی طرف
 دھیان ہے۔ باقی یہ نہیں سکھا دیا ہے۔

یاد رہے خصوصیات ہمیں اللہ میاں سے باہر کی طرف سے نصیب دی ہیں۔ اور کسی
 کی تہمت ہے کہ کہہ دے کہ اللہ میاں مجھے اپنا دیوار ہے ہے۔ یہ تو ایسی معمولی سی بات
 ہے۔ انیسویں صدی (انیسویں) بہت سے لوگ کھوارا۔ یہ باہر کی نے سکھا دیا ہے ہمیں، کسی دن میں،
 تیرے سے بڑی یہ براہے نہیں کرتا یہ کہ ہمیں اپنا دیوار ہے ہے۔ وہ کانوں کو ہاتھ
 نکالے ہیں لیکن اللہ کی صحبت سے غلی کوڑوں میں گھومنے والے ملنگوں سے کہا ہے کہ
 اللہ کے دیوار کے پیچھے لنگوٹ کس کے لگ جاوے، آپ کو مل جائے گا۔ یہ خاص چیز اللہ سے
 آپ لوگوں کو نہایت رہی ہے۔

میں نے ایک کتاب پڑھی تھی اس میں اس نے مذاق کیا تھا کہ حقہ لوگ اللہ کو پورا

کہتے ہیں۔ س سے ایسے Taunting way (کسفر کے انداز) میں لکھ تھاک اللہ کو یاد کہتے ہیں۔ کہتے ہیں عشق۔ اللہ سے عشق کر رہے ہیں۔ ہوتا کہ یہ کوئی بات ہے؟ یہ دیک ہیں جو مر رہے ہیں۔ ایسی باتیں اس میں نکھی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا کہ Very good (بہت اچھا لہو)۔ تم نے تو کھرا شیواں کر دیا۔ یہ بات ہمیں تو کھائی ہے۔ بڑے بڑے سے سے نکھائی سے شجر۔ میں نکھو رہا ہے۔

نماز و تہجد پڑھ رہی تو

شجر سے میں نکھو رہا ہے۔ کہ دایندار کہیں پرچہ کتا ہے۔ یہاں وہ کہتے ہیں۔ اللہ کو یاد رکھ رہے ہیں۔ تمہیں کوئی عقل نہیں ہے۔ تمہیں بات کرنے کی فہم نہیں ہے۔ اللہ سے عشق کرتے ہو۔ یہ کوئی لڑکی ہے جس سے تم عشق کر رہے ہو؟ میں نے ایسی ایک چھوٹی سی کتاب پڑھی تھی اس میں یہ ساری باتیں نکھی ہوئی تھیں میں نے کہا کہ یہ مصنف نے کمال کر کے کر دیا ہے۔ ہمیں اس سے پتا چلا ہے۔ نصاریٰ صاحب کو اللہ اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے، ہوس نے سب کو نگاہ کر دیا ہے کہ جو دیکھو بھی نہیں سے تہہ راہنا ہے۔ نکھی بھی، نکھی صدق نہیں رہے گا۔ اس کے موچاؤ۔ نکھی بھی ضائع نہیں ہو گئے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی Deny (انکار) نہیں کر سکتا۔

سچے طریقے سے آپ علی اثبات کا ذکر کریں اور رہنمائی ہے اتنا ہی کریں۔ اس میں آپ اگر انہی کی حالت میں جئے گئے تو یہ اس سے بڑا فکرا اور کوئی سے نہیں۔ آپ اس کو آگے بڑھاتے ہیں اور اللہ اللہ کرتے ہیں۔ یہی ٹی ہے۔ آپ انصار صاحب سے یہاں تک کہ تھاک۔ آپ کے سارے لفظ اسی سے نکھل جائیں گے۔ کوئی آپ کو مزید

موپے کی یہ فکر نہ رہے۔ غصہ درست ہی نہیں پڑے گی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس سے کون انکار نہیں کر سکتا۔ جب آپ کی بوجھانے لگی ایسی کہ جس آپ پھر بیٹھنے میں مانتھ کوئی دھڑکنا رہے، کوئی قوائے مانتھ بیٹھ کے گانا مارے تو آپ کو توں پنا نہیں ہے کہ کوئی کیا کر رہا ہے۔ کوئی پاس سے بھی نہ نہیں ہے۔ بعض وعدے تو بہت سارے مانتھ اللہ میوں چاہے تو وہ دینا سے ورہ نہوڑا تھوڑا وقت بھی اگر یہ ہر تو یہی Develop ہوتا رہتا ہے کہ ایسی حالت میں اللہ میوں خود بھی سامنے آجاتا ہے۔ یہی بات ہے۔ لگی اذیت کا اگر کچھ طریقے سے کر لیا نہ کر کچھ اگر یوں ضرر میں بھی گائیں تو بہت ہیں صحیح روش لگی رہنے کی۔ لا اہل الا اللہ ہاں ہر بے یمنی ذہن میں ہو۔ پسے اللہ ہی ہو پھر اللہ ہی غائب ہو جائے، پھر اللہ آجائے۔ ایسے ہی چمچتے جاتے ہیں اس لئے کہتا تو لا اہل الا اللہ ہی بوجھانے میں ایسی کامیابی کا ولت ہوگا ان شاء اللہ

☆ کی قانع کا ایک پڑوسی تھا۔ اس نے کہا کہ میں سے ایک لفظ الفاظ Compose کیے ہیں۔ سمجھ میں۔ قصہ کہتا کہ میرا علم خاص ہو گیا ہے۔ ایک دفعہ بابائی سے ملاقات ہوئی تو خود ہی ہاتھ دے رہا تھا، عود ہی ہاتھ دے رہا تھا کہ ایک خط لکھیں ہو گئے ہیں۔ جب وہ چاہا تو مجھے کہتے ہیں کہ اسے تو علم کا پتہ ہو گیا ہے۔ ان کو گانتھنا نہیں ہے اس چاہی علم دوسروں کو سکھاتا ہے۔

☆ ایک وعدہ تر جمہاں القراءات میرے پاس آ پڑا تو میں پتہ رہا تھا، اس میں فارم لکھا ہوا تھا کہ آپ لکھا ہی جیسے ہیں کہتے ہیں کہ اچھا تھا۔ میں نے درمیان سے (نام ہی) دیا اور

کہا کہ بد رویہ نام ہے تو زندگی شراب کر لی رہیں تو بالکل نکم ہو گیا ہوں۔ تم اسے پڑھو، چارے حلقے میں ایک تو لکھ رہی ہیں جائے۔ پائٹیں اس سے اس بات پر کہ اس تک عمل کیا۔ میں سے اب بہتو خائف ہوئے، کہ یہ سراسر شروع کر دیں۔ پائٹیں اس نے یہ سے کہ نہیں یہ میں سے اسے بڑا درد ہے کہ کہ یہ یہ کچھ کرانا کہ تم بھی کچھ ہی جاؤ۔ اس میں لکھا سیکھے گا یہ اچھا طریقہ بتایا تھا۔

☆ باہمی ڈرامہ صاحب کی بات ایسے دل میں inject جو حق ہے۔ باہمی نے ایک جہتوں کا ترہہ جو اسوں نے شیواہ ہاگل Inject سو سو رہ گیا ڈکس میں کہ یہ یہ ہونا ہے۔ ایسے لوگ جو یہ جانا شروع کر دیں ان سے گولی چھ بہت کچھ بخیر ملتا ہے۔ وہی عام بنتے ہیں یعنی یہ بات ڈرامہ صاحب سے یک ہو تیں ایسے عام بات چیت کے مدار میں کہیں بٹو، غور، غور، پیر ہو پاتا۔ اہ یہ کیسے آسانی سے بات سمجھ گئی ہے۔ اس میں یہ بڑی ذہانت دکھائی۔

☆ قبلہ جناب محمد صدیق ڈرامہ صاحب کی بات چلی کہ انہوں نے لکھے کا یہ طریقہ بتایا کہ انصاری صاحب کی سب کتب تھیں سامنے ہیں، اس میں سے کوئی بھی موضوع لو، اسے قرآن پاک اور احادیث سے اپنے الفاظ میں بیس روڈ تو یہ تمہارا ایک مضمون بن جائے گا اس پر فرما لے گئے۔

انرا اس کچھ بھی کہ جانا اور ان کی ذہن انرا شروع سے ہی ایک سمت میں چل پڑے اور اس پر آوی قانم رہے تو یہ ساری باتیں اس میں اس کے مطابق بن جاتی ہیں۔

سین شروع سے سی کو ایڈیٹ لارم سی نہ ملے اور سمجھ ہی نہ آئے کہ میں یہ کیسے کروں تو وہ سی میں ٹانگہ ٹو پاس مار کے برسوں گزار دیتا ہے اور کچھ بھی نہیں سمجھ پاتا۔ جس آدمی کو پیٹ فارم مل گیا وہ اس کو استعمال کرنا شروع کر دیا وہ کہتا ہے کہ میرا کچھ سمجھ آگئی۔ اب ہمیں پیٹ فارم تو مل نہیں مجھے ایسے حالات نہیں ملتے۔ مجھے بس منتر قسم کے حالات ملتے جس سے میں کچھ بھی نہیں کر پاتا۔ بس اللہ سے رحم کی بات ہے۔ وہی کچھ کھاد دے کچھ پڑھا دے۔ اس قابل، نادے کے کسی کو کچھ کھادیں پڑھا دیں۔ وہی کچھ کر سکتا ہے۔

بڑی قسمت کی بات ہے۔ یہ بڑی مقدور بات ہے۔ جو اس شروع سے اپنے ذہن کے ساتھ منسلک رہے اور اس میں کچھ ڈالنا چاہے اور ڈالتا رہے۔ یہ بڑی قسمت کی بات ہے۔ ماحول کا Count کرنا ہے۔ ہمیں ماحول ہی ایسے آدمیوں کا ملنا۔ ایسے چاروں ہمارے اچھے دوستوں میں سے تھے کہ مولوی قرآن پڑھتا تو وہ کہتے کہ یہ تو مولوی بن گیا ہے کوئی آخر قرآن پڑھتا تھا یا ایسی کوئی بات سمجھتا تھا تو سے ایسی باتیں کرنے لگے کہ یہ تو مولوی بن گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسی باتیں ہمیں وہاں سے دراز کرنے کے سے استعمال ہوتی کہیں تو ہم بھی اسی وقت دور ہی ہوتے گئے۔ کہتے یہ تمہارے مولویوں کا کام ہے، یہ ہمارا کام نہیں، تم یہ کہو یہ ایسی باتیں ہمارے سامنے ہمیں اکثر پیش کرتی رہیں۔

☆ بات چلی۔ قبیلہ نزاری صاحب سے اپنے سامنے میں جس لوگوں کو قبول نہیں فرمایا اس میں ایک مولوی تھے۔ اس پر فرمایا

ہو جی نے مولوی کا کہہ کہ یہ مولوی آخر یہ ہوتے، یہ جو ایک پوچھ لگی ہے، یہ نہ ہوتے تو یہ جو نگل اعلیٰ عدم جو تپ نظر آتا ہے کچھ بھی نہ ہوتا۔ ہمارے نے صرف یہ سی

مختل ہوئی تھی۔ اس لئے بھاریوں نے بھی کافی اخلال اسے قلم نہ دیا۔ چاہے بھائی یہ بہت کے
مطابق جس فتوہ کا ہیں آپہ کریم۔ ورنہ آپہ اسے بھائی صبح صلاحتیں کریں اور گیارہ
بے ادبیاں چائیں تا کہ مٹی کی شدت سے پسے آپہ گھر وہ ٹکٹ چائیں

بہری صحت الحمد للہ صحت ہی ہے۔ اچھا تے میں اور میری طرف سے تمام
برادران ملتہ ورحمہم علقتہ نظام کہو ایک مٹی کا محلہ وقت پر چھپ رہا۔ آپ میں اور جوہ کے
دانتوں میں کھینچے آئیں گے عرفان صاحب اسلام آباد سے گلہز آئے ہوئے تھے مٹی ہی وہیں
جائیں گے اگر کھلے تیار ہوئے تو وہ مٹی لے جائیں گے

دراصل انکی اثبات کے ذریعہ نعرہ صاحب اگر محسن ہو تو جہیز روبریں میں بھی ہے
میں ۹۔ امشا و انہ یہاں سے جاتا ہے جائیں گی مگر میں بیگم صاحب درپے بیچوں تیار

(مورخہ ۲۸ جون ۲۰۰۳ء بازم کرخمیر ملت کوڑا نوالہ)

(نظام عظام ترشی صاحب اسلام آباد)

آپ کا خط ملا۔ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ حلقہ سے موافقہ کے بارے میں بھائیوں کو
تھریکٹی اور بھرتی کے کارپٹرو نے مولا واد میں ہی بھی مسئلہ پائیک۔ پھیلا نے کے لئے
و افق کا بونا بہت ڈوری سے اس لئے اس کام کو سرگرمی کے ساتھ جاری رہتا چاہئے اس طرح نو
گم و بھاریوں نے بہت بھی بولی ہے۔ یہ جیسا ہے کہ مہنگائی کا دور ہے پس اللہ الے پتہ بھگت
رہتے ہیں اللہ کی راہیں خرچ کرنے میں ہمیں قلبی راحت ملتی ہے مرنے کی جو صورت حال ہے اس
سے نکلنے کے لئے جو مشاوریات ہوتی ہے اس کا سرطریہ ساتھ ہی مل ہے۔ صاحب حیثیت بھائی
جست سے کام میں اور وہاں سے بھائی بھی چار ماہ کی مدت میں کم از کم ایک ہزار روپے ڈورس
کارڈ میں جمع کرانیں اللہ اس کا اجر یہاں بھی سے گا اور وہاں بھی جو مجبور اور مفقود ہیں اس
سے ہمیں پی آپ خیر فیصلہ کریں گے

محمد رمضان صاحب کا خط مجھے آیا ہے ان کا ایلویشن تو ایسی ہے میں ڈاکیر بھی ہوا کیا ہے
اور مجھ پر ایڈریس مام ہارڈ کی بجائے اوم آؤ دلکھا چا نا رہا ہے۔ اب پتہ درست کر میں گے اور
رمضان صاحب اپنے محلہ کے ڈاکے کو بھی مل آناویں

آپ کے خط میں ”خصوصی قرضہ“ کی تفصیلات کی بولی تھی اسی وہ ان محمد تبار
صاحب آئے تو انہوں نے روپے اور روپے والی محمد صاحب کے کام کے مجھے دے دیے
اس طرح میں نے روپے نقل وصول کئے ہیں
آپ کے خط میں نوٹ کیا تھا ”دست حق اس فرق ہو آپ دو روپے اور اگلی قسط میں
اسے درست کریں“

حلقہ قرضہ کی ترمیم کیا کریں، اس کے پیچھے تفصیلات درج ہیں یا کریں نہ حلقہ قرضہ
قرضہ اور کمائیوں کی رقم ملتی تھی سے تاکہ میں ان مبالغہ میں لکھ دیا کروں بیلو مہینہ رہا ہے کہ
تھوڑے دن بعد میں اس کا کھاتہ بند کر کے حساب اکاؤنٹ بک میں درج کر دیتا ہوں
اس میں بے پچھلے، اکی ساری رقم تو حق قرضہ میں لکھ کی گئی ہلڈ اپیل والے روپے جس میں
سے کی مدد کی تھی وہ بھی اسی، جس کو کھائی تھیں

اب سو کے قرضہ میں خیرہ خان رقم بیجا دیکھیں گے، وہ سے تو سنی فرق نہیں پڑتا،
7۔ اگر جانتا تو انکھینے ہی ہوتے میں میں پھر بھی غلطی میں ہو تو تم نشی ہوئی ہے وغیرہ
ہوں ہے، اس کی صورت حساب اس طرح ہے جو کہ معلوم ہو جاتی ہے، تنظیمی معاملات میں یہ کہنا
بھی چاہئے ممبر کی طرف سے تمام ادا دس کو تمام ہو یہ اللہ تعالیٰ سب کا ہے اگر سے انہوں کا
احساس عطا کرے اور مسدودی تعلیم پر جو عمل کرنے اور سے دوسرے بھائیوں تک پہنچانے کے
لئے اپنا بیدار صحت سے نوا رہے ہیں

اللہ تعالیٰ سب بھائیوں کے مالی تقاضا کو کثرت قبول بخشنے اور رحمت سے ہمیں

کرامات اور کشف کی حقیقت

(خوالہ عہدِ گلیم انداز)

دراصل تصدیق ہے کہ تصوف اور روحانی طاقت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہوں گے کہ ہر دہائی جہ کہ میں اچھے شہ وری نہیں کہ صوفی بھی ہو نہیں جہ کامل صوفی میں کرامات اچھے نے کی طاقت ضرور ہوتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ادنیٰ کرامات دیکھنے سے نہ دیکھنے۔ تصوف کا مقصد جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے اللہ اور سید عوامی حقیقت معلوم رہا ہے اس مقصد تک پہنچنے کا راستہ نہیں ہر سہانی۔ ہر سہانی ہر رک طاق و رتصیف قلب ہے۔ لیکن روحانی طاقت حاصل کرنے کا مقصد صرف شرقی طاقت یعنی کرامات کا حصول ہے اور اس کے لیے کسی خاص نیکی یا سہانی اخلاق مستور عادت ہی نہ درست نہیں۔ یہ طاقت تو ایسی چند مشقوں اور ریاضتوں سے پیدا ہو سکتی ہے جیسی کہ بعد ورس کے یوگ میں کی جاتی ہیں۔ اس طاقت کو حاصل کر کے لیے صرف دو باتیں ضروری ہیں۔ ایک ارتکاز خیال (کنسٹرکشن) دوسری قوت ارادی (ول پاور) یہ باتیں جس کسی میں بھی عدل کے درجے تک پیدا ہو جائیں اس سے راتیں سرزد ہونے لگتی ہیں اور یہ وہ باتیں چند حاصل مشقوں سے پیدا ہو جاتی ہیں۔

ریا دہ سہانی سے بھالے کے ہے آپ کو مسر پر م وریا بزم کا حوالہ دیتا ہوں۔ آپ لوگوں میں سے جس نے بھی کسی اچھے مسر سر پر مینٹل کے کمال دیکھے ہیں وہ خوب جانتا ہے کہ یہ لوگ کیسے عجیب عجیب رہتے ہیں۔ ایک معمولی سا کرتب تو یہ ہے کہ کسی کزاد قوت ارادی اگلے ہے اپنی قوت ارادی سے عود کی پائیداری دیتے ہیں جو

اصطلاح میں تو تھنٹاٹیس کہلاتی ہے۔ جب ان کا معمول بے ہوش ہوجانا ہے (یا سو جانا ہے) تو اس سے طرز طرح کے سوال کرتے ہیں اور وہ ہر سوال کا بالکل صحیح جواب دیتا ہے۔ لیکن میں آپ کو بتانا ہوں کہ یہ معمول صرف انہی باتوں کے صحیح جواب دے سکتا ہے جو عامل طبی مسمریزم کرنے والا خواہتا ہو اس کے ساتھ وہ یہ لوگ انٹرا امراض کا علاج بھی کرتے ہیں جو بحالی طریقہ علاج کہلاتا ہے۔ یہ مرض کو اپنی قوت ادا کی سے سلب کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ علاج سن کل یورپ میں بہت مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ بڑے بڑے فلاسفر اور سائنسدان پٹازم کی اس طاقت سے حیرت میں ہیں۔ حتیٰ کہ امریکہ کے مشہور زمانہ فلاسفر ولیم جمز نے اپنی تحریروں میں جا بجا اس طریقہ علاج کا بڑی شہادت دے کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ میناسٹ اور بھی کئی کمالات دکھاتے ہیں۔ مثلاً ٹرانس فارمیشن ٹرف تھامس (مثقال خیال اپنے دماغ سے دوسرے کے دماغ میں) وہ وہ دوی راہ ایک اور سے ہو کر دور کہیں فاصلے پر پہنچ کر کوئی چیز بھی کہتے ہیں۔ میں نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ یہ میناسٹ ماہ کی ٹھوس چیزوں کی طرف نظر جم کر اشارہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں اس کی طرف سر کے لگتی ہیں۔ مگر یہ عمل زیادہ وزن چیزوں پر نہیں رکھتے صرف بالکل چھلکی چیزوں پر کرتے ہیں۔ مثلاً قلم، بس، چس، پکس اور گلاس وغیرہ۔

مسمریزم اور مینازم کی طاقت زیادہ سو جانا سے تو آگے مردوں کی روحوں کو دیکھنے اور بل سے پرہی قادر ہو جاتا ہے۔ بعض اشخاص میں یہ طاقت قدرتی اور پیدا کی ہوئی ہے یہ لوگ اصطلاح میں میڈیکس کہلاتے ہیں۔

یورپ اور امریکہ میں بہت سی جماعتیں ہیں جو یہی کام کرتی ہیں یہ جماعتیں ہر پچال سو سال سے کہلاتی ہیں۔ لوگ مرے مرے ان لوگوں کی راہوں کا پتہ دیتے ہیں اور ان سے طرف

طرح کے سوالات کر کے بڑی اہم معلومات حاصل کرتے ہیں۔ لوگوں کو اس کے رشتہ داروں کی راجوں سے ملنے ہیں راجوں کے فوائد بتاتے ہیں اداکنوں کی راجوں کو بلا کر راجوں کے امراض تشخیص اور علاج پر راتے ہیں۔ ہمارے ہاں مشرقی میں بھی ایک ایسا ہی علم جو دنیا جو حاضرت کہتا تھا۔ اب اس کے جانے والے ملے ہیں۔ اب اس کو بہت ہی بہت ہیں جو طرح طرح سے لوگوں کو فریب دے رہا ہے جس کو پکارتے ہیں۔

الغرض یہ علوم ہیں جو خاص طریقوں پر عمل کر کے ہر آدمی کو حاصل ہوسکتے ہیں۔ مگر قصور سے اس کا کوئی حلق نہیں ہے۔ اس کے لیے کسی خاص پارہ میں مقنون اور عبادت و عقائد میں اور ہے۔ ہمارے اکثر بھی در فقیر بھی مخصوص مشقیں کر کے یہ طاقبتیں حاصل کر بیٹے ہیں اور عوام پر پانی و دیت کا رعب ڈالتے ہیں۔ میں بدانت خود یہ کئی مشہور چیزیں ہے۔ اقب سوس ہمارے اب جبراس اور یورپ کے لوگوں میں یہ فرق ہے۔ یورپ والے یہ سب کچھ بدچہ کمال حاصل کر کے بد جو دلائل کا دعویٰ نہیں کرتے۔ اپنے آپ کو ہر پیکو سہی کہتے اور ظاہر کرتے ہیں اور ہمارے ہاں بد و شخص جس میں تھوڑی سی بھی یہ طاقت پیدا ہو جائے وہ دینیت سے اجرتو رہتا ہی نہیں۔ اس لیے تو نبوت کا دعویٰ بھی کر بیٹھے۔

میرے نہیں میں ہندو، ہمد، یہاں سے اس آکامات کی حقیقت ایسی طرح سمجھ میں آگئی ہوگی کہ میں پھر تھوڑا سا حال کٹھن کا بھی بیان کیے دیتا ہوں۔ دراصل گزشتہ پانچ سو سالوں سے دنیا کو معلوم کر کے دنیا کو انسان کو شاید ابتدائے تفریق میں ہی سے رہی ہے۔ چنانچہ عہد میں میں ایسے کئی علوم پیدا ہوئے اور آج تک سوجو ہیں جو اس کا ماضی یا مستقبل بتاتے ہیں۔ اب میں سے جو عمل بزرگ انظم قیادہ علم الہید بہت مشہور ہیں۔

اب ہمارے چھٹی جیروں میں سے کئی ایسے ہوتے ہیں جو اب میں سے ہی علم مخصوص

نجوم میں مہارت نامہ حاصل کر رہے ہیں۔ اب بونوں اس سے ملنے لگا ہے تو وقت و رستہ دیکھ کر اس کی بھی کمی اس کا نام معلوم کر کے نجوم کے ذریعہ اس کی وہ چار گزشتہ باتیں بتا دیتے ہیں اور سننے والا یہ حالہ اس کا معتقد ہو جاتا ہے۔ اس کے جوہر صاحب مستقبل کے متعلق جو کچھ بھی بتائیں جو وہ غلط ہو یا صحیح وہ شخص خواہ مخواہ یقین کر لیتا ہے۔ جس آدمی جو سارا جہیل فی رستہ میں پیدا ہوتے ہیں اس میں یہ طاقت فطرتی ہوتی ہے جو عجائب کے منہ سے نکل جاتا ہے اکثر صحیح ہوتا ہے بعض پر غیبت اور قیاد میں ہوتا ہے وہ چار گزشتہ باتیں بتا دیتے ہیں۔ بعض مہارت چار گزشتہ باتیں میں انہی طرح مہارت رکھتے ہیں جو چار گزشتہ باتیں میں کہ اپنی قوت و دی سے سائنس کے دل میں یوں سواں ہو ہی پیدا کر دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ تمہارے دل میں یہ خیال ہے یہ حال ہے اب وہ بے چارہ معتقد ہو جاتا ہے یا ہو یا نہیں عقل اور دماغ اس میں باتیں کرتے تو پاگلوں اور مجذوبوں کو بھی ہوتا ہے اور مہارت نیا وہ ہوتا ہے یہ بھی چھٹی اور اگلی باتیں ہوتی ہیں۔

یہ سب مشاہدے ہیں اس سے بھی زیادہ چیزیں اس بات میں کہ میں نے ایک چھ سال کی لڑکی کو دیکھا جس کی ہایت یہ مشہور تھا کہ اس کے منہ پر منہ لگتا ہے۔ اس لڑکی پر جب وہ رو پڑتا اور وہ ہم بے ہوش ہو جاتی تھیں تو اکثر سواریت کا بالکل صحیح جواب دے دیتی تھیں۔ سب سے عجیب بات یہ تھی کہ آپ جہاں سے کہیں وہی سے قرآن شریف نماز شروع کر دیتی اور رکوع پر رکوع شافی چلی جاتی حالانکہ وہ الف سے تے بھی نہیں جانتی تھیں۔ یہ طریقہ میں نے ایک ۸ سالہ لڑکا دیکھا کہ اس پر جب اسی قسم کا رو پڑتا تو انگریزی میں فصیح، فصیح، فصیح یہ کہہ لگتا۔

القرآن! جس کا تحقیق کا شوق ہے وہ تحقیق، تحقیق کرے یہ کئی اثبات چشم ثواب

دیکھ سکتا ہے۔ سس مصلحت یہ ہے کہ باتوں کی نفسیاتی وجہ نہ تو کسی مابہر نفسیت کو معلوم ہے نہ کوئی علامہ، مابہر انسان یا عام بین جاننا ہے نہ ہمارے صوفیاء، مابہر مابہر کی ہے کبھی یہ جانے کی کوشش کی ہے۔ ایسا کیوں سوتا ہے۔ میں نے بھی جھگیا، فخر کے بعد سالہا سال اس کی تحقیق پر مصروف رہے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ نہیں مابہر نیٹ پر کوشش نقل کار ز معاشف ہو سکتا ہے تو میں یہ عرض کر رہا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ سے اپنے نصل و نرم سے اس کا کچھ مابہر مجھ پر معاشف کر دیا جو میں نے کبھی بتا ہے دیتا ہوں سس اس بات کا وہ نہیں جانتا کہ کبھی کبھی حاس میں گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان ایک بہت ہی عجیب و غریب مخلوق ہے و اس میں ایسی ایسی مابہر کی ملکوتی وجہ ہوتی، مرد و عورتی طائفیں پنہاں ہیں جو خود اس کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ اس میں سے کچھ طائفیں تو ظاہر ہو چکی ہیں کچھ ہو رہی ہیں اور کچھ نہ ہو چکی ہیں اور یہ سب ہے۔ کچھ طائفیں قیامت کے دن ہی ظاہر ہوں گی۔ یوں تو انسان جسم یا ایک ایک عضو ایک ایک رگ بلکہ ایک ایک ذرہ، رشہ قدرت کا طمس ہے نہ کہ سس سب سے زیادہ عجیب اس کا مابہر ہے۔ انسان سے جسے بھی لوازمات ظاہر ہوتے ہیں اس سب کا مابہر دماغ ہی ہے۔ مابہر میں نفسیات نے امر چھاننی مابہر کی مابہر ساخت کے متعلق بہت کچھ عظم حاصل کر لیا ہے نہیں وہ غیر مابہر قوتیں جو عظمہ رہنے پر مجبور اس کے ارادے اور عقل کو جو وہ چاہی یہ مابہر بخشی ہیں ان کا کس حال نہ اب تک انی علامہ کو معلوم ہو سکا ہے نہ کہ مابہر نفسیت کو۔ اس میں سے حاس حاس قوتیں یہ ہیں۔

ارادہ نیل تصور احسن جس سے اس کو لطف حق کا تجربہ صرف مشاہدوں،
مستفہدوں اور اولیاء اللہ کو ہوتا ہے۔ فلسفہ میں اس کو مانعہ ہونا ممکن نہیں کہتے ہیں۔
تصوف میں اس کا نام لطف ہے۔ مگر تصوف میں یہ لطف بھی ہے جسے قلب سر و شمع مطلق

نفس عقل اور روح ان کے درمیان جو ربط ہے وہ طیف ہے جس میں جن کے لیے بھی تک و نہاں میں کوئی نام نہیں ہے۔ ایک کامل صوفی سب کی حقیقت اور ماہیت کو کم و بیش ضرور جانتا ہے اور جب تک اس سب کا چھوڑا نہیں گیا، علم بہ کشف و برامہ کے صدور کی اصل حقیقت سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ اس لیے اس خطبہ و درسا سے وقت میں ان سب کی پوری تفصیل بیان کرنا تو ناممکن ہے۔ صرف تائید و تکرار کے لیے یہاں یہاں تک کہتے ہیں انسانی دنیا کے دو حصے ہیں ایک شعور سے متعلق ہے دوسرا اشعور سے (شعور یا ہے اور لا شعور یا۔ یہ بات بھی بہت وضاحت طلب ہے نہیں یہاں اس کی بھی گنجائش نہیں) اب ہوتا یہ ہے کہ جب شعور خام یا فنا ہو جاتا ہے یعنی جب حواس گماہ کی نام نہا چھوڑ دیتے ہیں تو لا شعور خام اٹھتا ہے اور اس کا تعلق عالم روحانی یعنی طبقات ملکوت جبروت و سموات باہوت اور ہوا وغیرہ سے قائم ہو جاتا ہے

اب جانتا چاہیے۔ یہ واقعات اس عام مادی میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں ان سب کی تحریک اور روحانی تعمیر عام قصہ وفد میں ہوتی ہے اور وہاں سے متذکرہ بالا عوامل میں تزلزل آتی ہوئی اس عالم مادی میں ظہور پذیر ہوتی ہے اور مشکل ہو کر ظاہری حواس کے ذریعہ انسان کے علم میں آتی ہے۔ اس لیے جس آدمی کا لا شعور بیدار ہونے کی وجہ سے ان عوامل سے متعلق ہوتا ہے وہ کچھ واقعات اس کے لا شعور پر متغیر ہو جاتے ہیں اور ایک کیفیت سے دوسرے ہو جاتا ہے کہ قلب بات ہو رہی ہے۔ یہاں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس شخص کو تمام عام روحانی کاماتہ یا ہر باب معلوم نہیں ہوتی بلکہ اس کی روح کو اپنے جسم قدرہ حول کاظم ہوتا ہے صرف اسے ہی حصہ میں سے تزلزل کرنے والے واقعات معلوم ہو سکتے ہیں اور یہ امر کہ اس کی روح کمال حقیقت و حقیقت پر منحصر ہے۔

الغرض اس طرح وہ ہائیں جو اس دنیا میں کچھ وقت بعد ظاہر ہونے والی ہیں ان کو پہلے سے معلوم ہو جاتی ہیں۔ یہی اشیاء کہلاتا ہے۔ پانگلوں اور مجذوبوں سے جو کشف و ہائیں ظاہر ہوتی ہیں ان کا سبب بھی یہی ہے کہ ان کے حواس کا عمل اور شعور مدوار ہوتا ہے۔ یہ نہ کچھ عینا چاہے کہ اس کا اثر شعور ہر وقت ہی رہ رہتا ہے۔ ہرگز نہیں صرف کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے اور جو واقعہ قرآن پر ہے، اہل ذوق و انگریہ کی ہر لڑکے کا یہ کہ یہ اس کی توضیح بھی یہی ہے چونکہ یہ بڑی اور بڑا اس وقت عام ہے ہوئی ہیں ہوتے تھے اور ان کے حواس معطل ہو جاتے تھے اس لیے ان کا شعور جاگ اٹھتا تھا۔ اس حالت میں اس طرح کی روئے کا تعلق کسی مرد یا زندہ جانور قرآن کی روئے سے عارضی طور پر قائم ہو جاتا تھا اور قرآن ہی ہونے لگتی تھی۔ اسی طرح ان کے کی روح کی انگریہ ان خواب کی حالت سے پوچھتا ہوا جاتی تھی اور وہ انگریہ کی ہونے لگتا تھا۔

یہ ہائیں ہیں۔ اپنی طرف سے تو ہدایت سال اور سادہ زبان میں نیا د سے زیادہ وضاحت کے ساتھ زبان کی ہیں نہیں میں جانتا ہوں کہ ہمارے حلقہ کے چند حضرات کو چھوڑ کر جنہوں نے تعمیر ملت کو بہت غور و خوض سے پڑھا اور سمجھا ہے اور کی وہ سمجھ میں آجھی طرح نہ آئی ہو گی اس معاملہ میں میں مجھ شخص اور دوسروں میں مشکل یہ ہے کہ وہ حاسیت کے متعلق جتنی چیزوں کا حواس ہم کو یہاں سنا پڑتا ہے ان کی ترقی کوئی مثال اس عام مادی میں موجود ہے نہ ہماری کی زبان میں اس کے کچھ ظہور کے لیے مناسب الفاظ موجود ہیں۔

بڑھنے یا سننے سے یہ حقیقت ہرگز سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ کی سے خوب کہا ہے

مست سمجھی جا سکتی ہے سمجھائی نہیں جاتی

بالکل یہی بات اہل عرف و احادی پر بھی صادق آتی ہے اور جی پوچھو تو محبت بھی ایک

لطیفہ رحمانی سے اس وقت مجھے حضرت مولانا روم کا ایک شعر یاد آیا۔ فرماتے ہیں

پیشم بند : کوئل بند : لب بند

گر نہ بینی سر حق ممکن ہے خند

یعنی ”نکھنہ اور کان بند کرے، اس پر بھی راقی تجھ کو یہ معلوم ہو سکے تو جنت ال

چہ سے میرا مذاق اٹا۔ یہاں ”نکھنہ“ درکان بند کرنے سے یہ مراد برتر نہیں۔ ہاتھوں سے

ان کو بند کر لو۔ ”نکھنہ“ پر پٹی باندھ لو، فالوں میں رہی ٹھوس بوہنوں کو گوند سے چپا لے لیں

نہ ہمارے بہت سے مالک یا کرے میں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کامل فی مریا نیکھوتا۔

تمہارا رے یہ جو اس معطل ہو جا میں! تم عام روحانی کے سرار ربانی کا مشہدہ کر سکو۔

امید ہے کہ اب آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ کشف و راءات کے صدور کا اصل

سبب یہ ہے اگر یہ سب جو آپ کی سمجھ میں نہ آیا ہو تب بھی اتنا یقین تو ضرور کیا ہوگا کہ

صرف کشف و راءات کی وجہ سے ہی کوئی اللہ ہرگز نہ مانگا چاہے۔ اور اللہ میں بھی

یہ طاقت ارتکاز شہل ارتقا اور اویسی سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس کا طریقہ کار کچھ اور ہوتا

ہے اور جسکی یہ طاقت ان میں ہوتی ہے نہ کسی مسرور اور مہاشٹ میں ہوتی ہے نہ کسی ہوگی

اور جوئی میں۔ اس کے لیے یہ سب کچھ بہت معمولی باتیں ہیں اور اس میں یہ طاقت بالکل

ابداً ہی میں پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا مقصود چونکہ اللہ کی معرفت ہے اس لیے وہ اپنا وقت

اس پر ڈب نہیں رنے۔ قصوف کے جو صمدی اس طاقت پر ماراں ہو کر یہ تو شے دکھائے

میں مصروف ہو جاتے ہیں، دھڑل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے مگر ارادہ جاتے ہیں۔ مگر چونکہ

تراستوں کے بہت معتقد ہوتے ہیں اس لیے پہلے زمانے کے اولیاء کو تو اس کو مسلمان بنانے

کے لیے تراستیں کھپاتے تھے۔ پس اس زمانے میں مائسی ایجاات، اکثریات کی ہیں

سے چھوٹی موٹی کرامتوں کی کوئی قدر بل علم کی نظر میں نہیں ہے وہ سب باتوں کو شہیدہ باری سمجھتے ہیں۔ مثلاً اس سے کہو: دل بزرگ ہوا میں ار سکتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ: وہ تو اکید ہی اڑنا سے ہمارے جوانی جہاں تو سیکڑوں شویں اور سب سب بچہ ڈاڑ سے جاتے ہیں۔

میں نے ایک انگریز سے کہا کہ: مارے الیاء اللہ! پتی تو اتر رہی ہیں اور نیچے کتے ہیں تو وہ کہے لگا کہ: یہ تو کوئی بات نہیں۔ ہمارے وہ بچے تو ہماری سارا سب تک پہنچاتے اور وہ سب کی سارا سب جانتے ہیں۔ "اسی طرح ایک دفعہ ایک مجلس میں ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ: دل بزرگ ہوا میں ار سکتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ: وہ تو اکید ہی اڑنا سے ہمارے جوانی جہاں تو سیکڑوں شویں اور سب سب بچہ ڈاڑ سے جاتے ہیں۔

"وہ تو ایسے ہی رہا پار کرتے تھے۔ ایک ہندو سناٹھ اس الیاء پر پل ہوا۔ اسے درود زائد ہوا اور سب کی اور انھوں میں فوج پل کے درجہ ہوا پار چلے تو معاشرہ کے بے کلمہ ہوا وہ مفید و درود قابل قدر ہے۔ وہ بزرگ ہوا اکید و درود پل کرتا ہے یہ وہ ہندو جس کی وجہ سے غلط خدا کو مانا جاتا ہے۔" قصہ مختصر معربی تعلیم یافتہ کرامت: غیرہ کی کوئی خاص قدر نہیں کرے۔

سب کا تو علم عمل کا زمانہ ہے اور یہ لوگ پکین ہوسوں اور راحت و مسرت سے لہر چڑھتے ہیں

کی تلاش میں سر رہ رہے ہیں۔ یہ دولت حصول روحانیت کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔

لہذا ان کھنڈوں کی داخلی تعلیم دینی چاہیے جو کشف و کرامت کی شہیدہ باری سے

ہندو و برتر ہوا اور اس کی نیکی کو دست دے۔

اسلامی روحانیت

(قید محمد صدیق دار صاحب توحید)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جتنی خوش عطا کر رکھی ہیں وہ انسان کی سمجھ کے لیے ہی ہیں۔ اس تمام قوتوں کو اس ذہن تک سے مستعار کرنا کہ ہمارے دنیاوی دے سے زیادہ انھیں کم سے کم ہو، انسان کی کامیابی کی راہ ہے۔ اللہ کی وہی ہوں شریعت کی بھی قوت کو صاف کرنا نہیں چاہتی بلکہ اس سے زیادہ تعمیری کام سمجھا جاتی ہے۔ وہ خواہش اور جذبات کو من نے کی بجائے نہیں حدود قبول کر کے کا حکم دیتی ہے۔ وہ اس کی یہ مافی ہے۔ تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے بلکہ تیرے گھر نے ہوئے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے، رات تجھ کی تھی یہ بات بھی دہنی ہے کہ یہ حقوق کیا ہیں، مر نہیں، ادا کرنے کا احسن طریقہ کیا ہے۔ اس حقوق کے ادا کرنے پر بھی روحانی ترقی کا انحصار ہے۔

اللہ کے دین کی تعلیم اس قدر مستعار ہے کہ یہی نوٹ انسان کے لیے امر ناپا حرم ہی خیر نہ گئی ہے۔ روحانیت کے حصول کے جو طریقے بتائے گئے ہیں وہ ہر قسم کی فراطو تشدید سے پاک ہیں۔ اسلام میں روحانی ترقی اور اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے یہ تعلیم ہرگز نہیں کی جاتی کہ اپنے جسم کو مسلسل فاقوں اور چیلنجوں کی مشقوں سے کڑا کر، رات بے رات مسلسل روزے رکھو، ساری رات فوافل پڑھنے میں گزار دو، شاہی نہ رہو، پیپ کے دورے رکھو، سنگے رہو، دینا کو چھوڑ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں جا بیٹھو یا جس دینی

ریاضتوں میں پڑ کر سانس بھرا بھی بند کر دو۔

اسلام اس دنیا میں رہتے ہوئے زندگی گزارنے کا ایسا اچھا عمل عطا کرتا ہے جس پر عمل کیا جائے تو اس دنیا کی تمام نعمتوں سے مشمتع ہوتے ہوئے اور تمام حقوق اس میں ملتے ہیں اور اللہ کے انہی قرب کی سبب کی سبب تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کے چند صحابہؓ نے اللہ کی رضا کے حصول اور روحانی ترقی کے شوق میں شب کوئی نہ کرے، ساری رات اللہ کی عبادت کرنے اور مسلسل روزے رکھنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ ﷺ کو ان کے ارادوں کے بارے میں اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ان اوصیاء کو طلب کر کے پوچھا کہ تم نے ایسا ارادہ کیا؟ انہوں نے اس امر کا اقرار کیا تو آپ ﷺ نے انہیں اس طرح روک دی سے کہتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا شامی نہ کرنے سے حاصل ہو سکتی تو اس پر سب سے پہلے میں عمل کرنا کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں میری عبادت بھی ہیں اور میرے پیچھے بھی ہیں۔ اگر اللہ کا قرب ساری رات جاگ کر فرائض اور کرنے سے حاصل ہو سکتا تو سب سے پہلے میں یہ کام کرنا کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں رات کو سوتا بھی ہوں اور بجلی شب اٹھ کر تہجد بھی داتا ہوں۔ اگر اللہ کی محبت مسلسل روزے رکھنے سے مل سکتی تو سب سے پہلے میں اس پر عمل کرنا کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں میں اظہارِ روزے رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ یا تمہیں میرا طریقہ پسند نہیں ہے؟

اسلام میں جس طرح دوسری نعمتیں اور مال دولت کے حصول کے لیے قواعد و ضوابط مقرر ہیں، رجال و عوام کی پابندیوں کا مد میں اس طرح روحانیت کے حصول کی خاطر رو بہ نیست اختیار کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ دنیاوی دولت بھی ایک نعمت ہے جس کو زیادہ دولت اکٹھی کرنے کے لیے جس طرح ماحول و ماحول خراب کرنا تمام سے اس طرح بیوقوف بناتی

حاصل کرے لی خاطر دنیا کو ترک کرنا حرام قرار دیا گیا ہے کیوں ۔۔ ہیئت سے نہ صرف اپنے انفس کے حقوق نہالے ہوئے ہیں بلکہ معاشرہ کے حقوق بھی ملک ہوئے ہیں اور پچ کے نظام میں مساویہ رہتا ہے۔

جیسا کہ حیات انسانی کے وہب میں ہمہ جہات سرچکے ہیں کہ اپنی زندگی بڑی اہمیت کی حامل ہے، اسے سخت دیکھتی کہ گیا ہے۔ ہم یہاں بحث کر کے جو کچھ بولیں گے "شرکت کی زندگی میں" کی فصل کاٹیں گے۔ اگر ہم خیریت نظر انداز کر کے وسوسہ کے کام کو ترک کر کے یہ زندگی کسی حلقہ میں پیچھے نرم قیوں، چلوں اور گلاب دھواں میں ہی گزار دیتا تو اس زندگی میں کیا مسئلہ پائیں گے۔ قرآن کی تعلیم تو یہ ہے کہ میں اور "انفس" میں جو کچھ بھی ہے صرف اس لئے ہے کہ انسان کو اللہ کے عطا کردہ عظمت اور صحت کے مناسب کے لیے تیار کیا جائے تاکہ وہ یہاں کی تمام مادی اور فخریہ باتوں کو خیر کر کے ان سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے سکے اور اللہ تعالیٰ سے جو اسے ملے "خصیصہ عطا کر دے گی" ہے، اسے بڑے کارا کر اللہ تعالیٰ کی معرفت کے سفر میں لے گئے بڑھتا چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور وسیع حاصل کر سکے۔ جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے مسخوردنگ بنایا "رہ رہی قوتوں کو یہ فرمان لانے کے لیے جدوجہد ہی نہ کرے یہ انہیں اپنی اطاعت میں لگانے میں ناکام رہے گا اسے رستہ احسن کی خوشنودی کیونکر حاصل ہو سکے گی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کو دنیا کو ترک کرنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اس میں غرق ہو جائے کو پسند کرتا ہے بلکہ ایک متوازن اور حقیقی کامیابی کا ضامن یہ عمل حلقہ کرتا ہے اور اس روحانیت کی تعلیم دیتا ہے جس میں اللہ کا عطا کردہ جوہر مارا مشقتوں میں پائے بغیر، تعمیل مدت میں ہی اپنے کمال کو پہنچ سکتا ہے۔ یہ مسک اللہ کے قرب و صحت، حیات قرار لے کر کائنات کو خیر اور انسانیت کی

خدمت کرے گا ہے۔ مادی دنیا کی تعمیر و تخریب اور آخرت کی عبادت و بے عبادت کی جدوجہد میں مومن کا بچسپنا پٹنا بھی خوش گزر رہے رکھنے کے لیے ہوتا ہے تاکہ منزلِ گمراہی کی طرف اس کی پروا نہیں ہوتی۔ قسم کی کوتاہی واقع نہ ہو۔ اس سفر میں مومن کے کمالات نہ صرف برقی بخار سے چلنے والے مشینوں پر ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ جمادات، نباتات اور حیوانات اور دیگر مادی قوتوں پر تصرف حاصل کرے کے بعد مزید آگے بڑھ کر روحانی لطافت کے ارتقاء میں اس کو مکالمات حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق رکھنے کی بنا پر مومن قافلے میں گم نہیں ہو جاتا بلکہ قافلے اس کے قلب کی وسعت میں گم ہو جاتے ہیں۔ مومن جب اللہ کے نور سے دیکھے ہوئے ہو جاتا ہے تو وہ رہا ہوا مکان کی حدود کو پہچانے لگتا ہے اور اس کے لیے وہ وہ گمراہیوں اور ماضی و مستقبل سب سے آزاد ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کا یہ رومی نتیجہ ہوتا ہے کہ مومن میں اللہ کی صفات کا رنگ چھلنے لگتا ہے، جس طرح وہ ہے کایک ٹکڑے کی بجائی میں چپ رہا ہوا ٹکڑا ہو جاتا ہے۔ ٹکڑے کی حریت اس کے ذرے ذرے کے اندر سرایت کر جاتی ہے تو وہ صورت و حریت میں گم ہی ہو جاتا ہے۔ وہ دیکھنا بھی "گم" کی طرح و قافے ہو جاتا ہے بھی آگ کی طرح ہے۔ اس کیفیت و وحدت الوجود کا بعد اللہ بنا دیا ہے جو کہ لوہا کی شصت ہوتے ہوئے بھی لوہائی رہتا ہے۔ الغرض ہر دہائی شدت محبت سے سو، صفات اس جاتا ہے۔ اللہ کے آخری رسول ﷺ کا فرما ہے کہ اللہ کے حامی بندے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر اللہ پارتے۔ ایک حدیثِ قدسی ہے کہ جب بندہ وائیل کے درخت پر اتر کر باقی حاصل کرتا ہے تو میں اس کے کلمات سن جاتا ہوں جس سے وہ سخت ہے اور اس کی نجات مل جاتا ہوں جس سے وہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کو علمِ ہدائی بھی اپنی طرف سے خصوصی عطا

اور اپنے فضل سے ایسی روحانی طاقتیں عطا فرماتا ہے کہ عام انسانوں کے پیمانہ کو بھٹاتا ہے۔
 اچھا طرز ممکن ہی نہیں ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ اس خاص انخاص بندوں کا ذکر کیا، جو اللہ تعالیٰ سے
 اور اپنے فضل سے جو معجزات اور نعمتیں انہیں عطا فرما میں ان کا اجمالی نقشہ اس طرح ابھرتا ہے
 کہ ان کی فرماں برداری نہ انہوں نے کیا، نہ جنگلی، بدو، راجہ، نبی، عوامی جانوروں اور چیت
 تک۔ عقلی ہوتی تھی۔ ہوا کو اس کے پے منہ کر دیا گیا تھا۔ وہاں کے حکم پر چلتی اور ان کا
 نکتہ ہوا کے دھڑ پر سر مارتا تھا۔ وہ پیدھیوں اور پردوں کی زبان سمجھتے اور اس سے گفتگو
 کر سکتے تھے۔ وہ روزِ راز مقام سے بڑے رتی ماری، جس مکرور حاکمی قوت کے مل پڑتے
 ہی چمک بھینٹے میں اور حاضر نہ رہنے پر قادر تھے۔ ان کی نظریں تحت زمین اور عرش بریں دونوں کا
 مشاہدہ کرتی تھیں۔ وہ ماضی اور مستقبل کے اندر جہاں تک سارا ہی وہابی حق سے آگاہ ہوسکتے
 تھے۔ اس کی دعا سے آسمان سے من بھونی، نازل ہوتا اور دھوپ سے پھٹنے کے لیے ہاتھوں
 کے ساتھ اس کے سر میں پھاسا بیویا کرتے۔ اس کا عصا ان کے اردوہ کے تحت اثر دہاں جاتا
 اور جب اسے اپنے ہاتھ میں لے پتے تو پھر عصا کی صورت اختیار کر جاتا۔ اس کے عصا کی
 ضرب سے پتھر اس سے پتھر سے پتھر سے پتھر سے پتھر سے پتھر سے پتھر سے پتھر سے پتھر سے
 موسم کے پھل پیش کیے جاتے۔ انہیں خوابوں کی نصیر اور دوسرے ساری علوم عطا کیے گئے۔
 اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کا نفاذ ان کے ہاتھوں سے کرتا۔ وہ عجوبہ روزگار بزرگ کہیں یتیم کی
 کشتی تو ریزی مہمہ جس کو قتل کر کے اور کبھی کسی مومن کے یتیم بچوں کے ترانے کی حفاظت
 کی خاطر، پورا تعمیر کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ اللہ کے ارادے سے بھانٹی غصوں اور کوڑھیوں کو
 اپنے مبارک ہاتھوں کے مس سے شفا یاب کرنے اور مردوں کو زندہ کروانے پر قادر تھے۔

وہ مٹی سے پرندوں کی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتے تو وہ نیچے نیچے کے پردے سے کواڑ مارتے۔ تمام جہادات، مہمات و مہمات میں کو پیچھتے اس کو سلام کرے اس میں اس کے احکام کی تعمیل کرتے تھے۔ اس کی انگلی کے اشارے سے چاند، لکڑے ہو گیا۔ اس کے چہرے کے ہاتھ سے تپنے کا ریح چل دو گیا۔ انہیں زمین و آسمان صحت و علاج اور بری و عیش کے عجیب و غریب کی میرانی تھی کہ وہ کالہ و رقبہ اور سے شرف فرمید۔ زمین کے کھڑاوں کی چابیوں انہیں عطا کی گئیں۔ اس کے باب میں کی برکت اور شیرینی سے سوکھے چشموں کو جاری رکھا رہے پانی کو تنہا کر دیا اور کھانے کی تھوڑی مقدار سے سینکڑوں آدمیوں کی پوری ہو گئی۔

حجاب نہیں ہے جب مسیحائی کی تو سانپ کے زہر کا ڈراما ہو گیا، شوبہ چشم بزم ہو گیا۔ تلواروں کے زخم بھر گئے اور نکلے سے ہر اکابر و اصحاب سے بچوست ہمارے پہلے سے بھی رہا وہ روشن بھر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ سے ہمسوس پرات کی ہیبت طاری کر دی اور میدان جنگ میں اس کی مدد کے لیے گھڑ سوار فرشتے ماز سے گئے۔ اس کے قدموں میں پیشکش والے مساکین کو دنیا کی امانت و سیادت عطا ہوئی اور اس کے ہامہ مبارک پہاڑ و پٹنے والے مفسر و رشتہ دار کی سلطنت کے پرندے آزاد پئے گئے۔ اس کی محاسن میں کھڑے ہونے والے تمام ممبران و قریب و اقارب اہل ایمان و ایمان و ایمان کے بھائی و بھائی طاقتور و لاکھ کھربے ہر جہاد کے شدید مدد کی گرفت میں آ کر ہر جہاد کا شجاعت کو پہنچے۔ اس کے لشکر قدم پر چلے، لوگوں کے تحریری حکم پر درویشوں میں طغیانی آجاتی ہے اور دونوں کو حکم سے زنجیر خالی رہتے ہیں۔

وہ ہزاروں سال دور سے اپنے لیے مجاہدیں کو گھر بیٹھے دیکھ پیتے اور ہیں سے بدایاں بھی جاری روکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ مدعی و حانیب کی برکتوں اور رشتہ ساز ہیں کا ایک خاصہ ہے۔ بیٹن یہ بات ایمان میں مدد میں ہے۔ ان کی عظیم روحانی طاقتوں کے مالک اور اللہ تعالیٰ کے

نتخب اور مقرب ہندے دنیا سے بھی نازک و پیہر تر نکلتے تھے۔ قریب سبھی سے بھرپور دوستوں
 زندگی بسر کی، کام کاج کے رشتہ داروں کیس اور صاحب اور ہوئے۔ اس میں مہینہ بکریاں
 چرانے والے، بڑھتی، کاشت کار، طبیب، چرانے والے، لوہے اور تانے کی صنعت کے
 ماہرین و ناجہ، ڈاکٹر، کے شانوں اور معاشیات کے ماہر، بڑے بڑے نیکل اور ٹیل بنائے
 و بے ماہ تعمیرات پر زور کی گھٹیوں کو لوہے کی، پھار سے پاٹ و پینے والے ابھینگر، و
 بڑے بڑے فاعین اور حکمران بھی تھے بلکہ بہت سے عوام اور صنعتوں کی ابتداء ان بزرگ
 ہستیوں کے ساتھ ہی منسوب و حاق ہے۔

یہی حقیقی روح آدمیت کی راہ سے ماسی پہل رانسا اپنا مقصود و ہوس حاصل کر سکتا ہے۔

ظلم و تہال دوس کی فتنہ کی کارنگیوں کرتے ہوئے لڑتے ہیں

فقر مہمیں چوست ؟ تنخیر جہات

ہندہ اور ناٹیر اور مولا مہات

سکی اور بے جہات اندر جہات

اور حریم و در حواش کائنات

”تمہیں پوچھتا ہوں کہ کون سا گھر نیا ہے۔ اس کا ہدف تو ہر حق کو سخر نہ ہوا ہے۔

اس جد و جہد اور اللہ کے قرب کے نتیجے میں اس میں اللہ کی صحت کا رنگ جھلکے لگتا ہے۔

موس اتر چڑھتا ہے رنگ و جہاں شش جہات میں گھرا ہوا ہے میں اس کی اپنی حقیقت س

حد و ہے ما را ہے۔ و خاک کا لباس پہنے ہوئے صرد رہے نہیں خاک سے بچہ نہیں سے

یہ ساری کائنات مادی ہے لیکن مہمیں کی اصل عام امر سے ہے۔ وہ مرکز کائنات ہے۔

تمہ کائنات اس کے بے پیر و نئی ہے اور اسی کے گرد و لواف کر رہی ہے۔“ اس دستور حیات

کے تحت مرد و عورتیں جدوجہد سے بھرپور زندگی بسر کرتا ہو اللہ کے قرب و پیار میں زندگی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ وہ دنیا کی نعمتوں اور کاروباری گھبراہٹوں میں گمراہ نہ ہو اور اللہ کے ذریعہ سے غافل نہ ہو۔ اس کی رحمت کا سامان اور قلب کا اطمینان نماز اور اللہ کا ذکر میں جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ رکتے ہوئے بھی وہ قلبی طور پر ہوا، مہربان، محبت اور خوف و ترس سے آزاد ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لائحہ عمل کو آپ اسلامی روحانیت، اسلامی تصوف، سلوک و طریقت، احکام و حکمت، اصلاح عمل میں سے جو چاہے نام دے سکتے ہیں یا نہ سہی، جہت و مضمرات کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ عالم گیبٹریٹ نے سچائی معلوم کرنے کی ایک پڑھ بھرتی ہے کہ اگر اس تعلیم کو پوری دنیا اپنے لئے توہم و حرافہ کہے، اس اور ترقی و خوشحالی کا راز اور ہوجائے اور یہ دنیا رحمت کا نمونہ بن جائے۔

اب دربارہہمیت کی تعلیم کہ اس سوئی پر پکھڑو دیکھیں۔ حدائق و بہار دنیا کے ہر ملک میں رہا ہے۔ نیت کو پناہ کر سگونیوں میں رہیں اور تباہیوں کو چھوڑ کر جنگلوں، پہاڑوں، بندروں اور خلیجوں میں جا سکیں تو دنیا ناچوڑا ہوگا اس کا اندازہ لگانا دشوار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مٹری رسول ﷺ نے روحانی طائفت اور اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے جو طریقے تعلیم فرمائے ہیں۔ وہ روحانی سہل حاصل اور سچ ہیں۔ سلام کے تصوف میں نہ مسلسل فائقے نہ سے نہ کوششیں سے نہ ہی دنیا کو ترک کر کے جنگلوں میں جانے کی اجازت ہے۔ نہ راتوں کو گناہ پڑتا ہے۔ نہ خلیجوں میں بندہ رہنے کا چلے گئے پڑے ہیں۔ اس کے باوجود یہ طریقے اس قدر سہل ہیں کہ اب پر عمل کرنے سے ہر سب کا راز کھینچوں میں ملے ہوتا ہے اور وہ روحانی بہت حاصل ہوتی ہے جو کسی دوسرے طریقے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس طریقہ عمل میں روحانیت کے جموں کا ہم ترین و چہ نمونہ کی پابندی کے

ساتھ ساتھ لذت کا شوق کے ساتھ دُرُوسا ہے وہ چلتے پھرتے اچھے پیچھے بکھڑے بیٹے اور کام کاٹنے والے اور ہر جگہ اور ہر وقت کیا جاتا ہے۔ اس دُرُوسا اہمیت و ارضیت پر قرآنی آیات اور خصوصاً **سُورۃ النہل** کی احادیث شامد ہیں۔ ذکر اللہ کا یہ طریقہ اس انداز میں ہے کہ اس کے لیے مطلق وقت اور کاری نہیں ہوتا۔ جو کہ یہ دُرُوسا اس کے ساتھ کیا جاتا ہے یعنی جو ہم غافل سویم کفر و اے لے حصول پر عمل کیا جاتا ہے۔ بقول شاعر

مرہ بن، غافل نہ ہو، ذکر خدا سے پیار رکھ

ساتھ پاؤں کام میں اور دل کو سوائے دُرُوسا

اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جو سانس اندر چاہے اس کے ساتھ بھی اللہ ہو جو

سانس باہر آئے اس کے ساتھ بھی حفظ اللہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ دل کہے و نکات سب

اس راہ پر چلنے کے لیے ہوتا، ہمیں بیرون دنیا سے رکھتی ہیں وہ استعداد دار استاد۔ یعنی اس

کے دل میں حصول مراد کے لیے طلب صادق موجود ہو اور اس کے ساتھ مرشد غافل ہو

آجائے۔ یہ دونوں حاصل ہو جائیں تو اللہ کے فضل و رحمت سے منزل نزدیک اور تمام

ہو جاتی ہے۔ حسب اللہ تعالیٰ کاویں غافل ہو چکا ہے اور کوئی نعمت ایسی نہیں جو اس میں شامل

نہ ہو تو پھر حافی قوت و شفیعی کے حصول کے لیے سودا قبول **سُورۃ النہل** کے حدود اور

شریعت سے باہر کسی دوسرے طریقے کی ضرورت محسوس کرنا دین کا عیسایہ سے انکار کرے

کے مترادف ہے۔ اسلام کے تصوف میں ایک سالک دنیا کے سارے کام احسن طریقے سے

انجام دیتے ہوئے اور تمام نعمتوں سے طلب اندوز ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قرب و دیدار

نہایت سے مشغول ہو جاتا ہے اس تصوف کی ترویج کے لیے اس صدی کے عظیم صوفی اور

روحانی علوم کے محقق برکات حضرت خرمیہ عبدالحکیم انصاریؒ سے سند خانیہ تو حیدریہ قائم فرمایا۔

المجلس

(محرمہ فیضیہ)

آج سے یکیس (۲۵) سال پہلے تک ریڈیو اور ٹیلی ویژن وہاں سے پہنچا تھا اس وقتوں پہ اشتیاق حمد و رب و تعالیٰ نے سورج چھ مہیاں رکھے تھے ”تعلیق تار“ ریڈیو پر پیش کیا جاے گا۔ ایک سوچے سمجھتی جسے اشتیاق احمد ٹیڈی لکھتے اور پڑھا رہے تھے۔ اس میں ہمدردی، رازوں، ٹیڈیوں، خدایوں، سچائیوں کوہ سے خوبصورت اور بے تہ انداز میں پیش کیا جاتا تھا۔

ایلی ایڈن پر بھی اشتیاق حمد نے بہت کام کیا اور کئی بار مے لکھے جنہیں میں ویڈیو پر پیش کیا گیا۔ اس میں ایک بہت سادہ اور افسانے جیسے کہنا اور ان کے اندر اچھے ہوش میں ان کی یکسوئی و توجہ یہ صائب نے بھی بنی مانی۔ ”آرام مے لکھے“ میں انہوں نے اور خدا کے اسلوب تعلق، اس ٹیڈی کا کہیں میں تعلق، انہوں کا دوسرے چاند رازوں کے ساتھ تعلق، ہوشیاری، بحث، تجزیہ

یہی ایڑن پر بھی اشتقاق حمد نے بہت کام پایا اور کئی بار مے لکھے نہیں یہی ویثاب پر
چلن کیا عیدن میں کیا عیدت سورہہ المائدہ نے "تجرت کو دانا اور اناجی و شل میں
ان کی یکم و نوکد پہ صائب نے بھی نئی مال" ذرا مے لکھے ن میں انساں اور خدا کے واسطوں تعلق،
اس ثوب کا پتھر میں تعلق، اس ثوب کا دوسرے ہمارے روپ کے ساتھ تعلق و موشو و بحث بنایا

اشفاق احمد نے اپنے آخری ور میں لی بی ہر ایک پورا "رام" راویہ کے نام سے شروع

کیا جسے بے حد پتہ چالی حاصل ہوئی اس پر ایم سوچو میں تباہی شکل میں بھی شائع ہو گیا
 اشتقاق احمد صاحب انساف سے متاثر ہوئے اس کی گہری چھاپ ان کے کام میں بھی نظر آتی
 ہے خصوصاً ای (۸۰) و دہائی کے بعد ان کے لکھے گئے اداسوں میں آپ اس کی جھلک دیکھ
 سکتے ہیں "ایک محبت سو (۱۰۰) افسانے" تباہی شکل ویران پر پیش کیا جانے والا ان کا ایک مقبول
 مجموعہ اس کا ایک ردِ رجس کا نام "مترجمائیں" تھا۔ اسے بہت پسند کیا گیا اس میں ایک نوجوان
 نوکری لیا تھا جسے پرور سے بے حد مشکل تھا ورنہ اسے اپنی کیریئر بنانا چاہتا تھا اس کا انداز ایک
 ریاض ڈال تھا وہ اپنے بیٹے کی اس شہرہ پوشش سے خوش رہتا تھا۔ اسے سمجھتا تھا کہ وہ کچھ راتیں
 ٹیڈ بہت توجہ سے اس کی بات سن رہی تھی اسے اس کی بات سن رہی تھی اسے ہی چاہئے تو دیکھ اگر کچھ سہیل

ہو چکا ہے اور میرے جیسے بوٹے مکئی کے نئے اپنے اٹھوتے بیجوں کی سیاس تھا ہوا مشکل ہو چکا ہے گا۔ اس لئے ستر ہے کہ تو اس اپنے فلائنگ انٹر بیٹے کے شوق اس جی سے دور تھا۔ یہ ابھی دہشت سے کہتے یہ سب اس سے ال پہ بھی مٹ لے بنا چٹا ہے اس کی اس دہشت کی گہراں نہیں سمجھ پانا وراپنی خواہش کہی بیول پہ چاری رکھتا ہے

اس ہائی کا جو پلاٹ ہے وہ جو مرزی خیال سے وہی سے سیال میں یہ ہے کہ اگر سب اللہ و بیہوش کے کسی اور جی کے ساتھ اچھ ہو جاتے ہیں یا عشق میں جھک جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بڑے بات قطعاً پسند سے کہ اسے بیہوش رکھنے کا یہ اسباب کے ساتھ ہی گہری و استغلی رکھی جائے ایسے اس کمرہ کی جاتی سے اس کی عمت سے اس وقت ہے جس کے نیچے میں اس کمرہ سے رہا میں جانا ہے۔ یہ شاید صرف اس ملک روحوں نے سے مٹا سے صہیں اللہ تعالیٰ سے ف اپنی طرف متوجہ رکھنا چاہتا ہے۔ اگر وہ کسی اور طرف چاہا چاہتے ہیں کہ اس میں بدیا چاہا ہے۔ عموماً واپس بلا سے کا جو طریقہ ہوتا ہے وہ دوسرے اس جیسوں کے لئے باعث عرصہ ہوتا ہے

بدی کی بھتوں سے حب بھی مرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پیلنڈ کی پوزیشن ہرگز نہیں کہیں سے اسے ہمیشہ مکئی پر ریشہ چاہئے وہاں کو خوب لکھیں۔ وہاں راہوں سے بھی تعلق اچھا رکھیں میں دلی کے اندر صرف اللہ ہونا چاہئے جیسے سجائی میں کی نے کہ سے لپ پڑا، متھ کا وہ اس میں اسے چاہئے۔ یہ سو رہا گئے و اچھے ہی جاتی۔ ہے گی میں آپ۔ اور ایسے رہا میں اشتیاق احمد نے ڈرا سے میں یہی لکھا ہے کہ وہ خوش پوش، اس لکھ، پر ہا میں نو جوان و اڑھی بڑھا ہے، پختے پر اسے یہ سب چہنے، ایک ستر پہ میں جہاں چھو جاتا ہے ایک ستر ہا میں جس کے میں اس اللہ کے ساتھ ساتھ نہیں ہے

ترویج کی عملی شکل

(محقق)

نوحید مسلمانوں کیلئے ہی مخصوص نہیں۔ کسی خاص جہت، قبیہ، ملک یا کسی خاص نسل
 ملک خود نہیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، برکت اور رحمت عام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 ہوا، پانی، روشنی، سورج، چاند ستارے وغیرہ سب بنی آدم کیلئے ہیں اسی طرح نوحید کی
 برکات، فیوض، نعمت، رحمت خاصہ عام کیلئے ہے۔

توحید کے، کامطلب محض یہ نہیں۔ اللہ ایک ہے بلکہ ہر آل و نیا میں تقیہ و تبدل اور عظیم انقلاب ہوتا ہے۔ اعتقاد ہے۔ چرکا عینی زندگی ہے مگر تحقق ہے۔

ایکے حیدری، رنجرتو حیدری کی زندگی بالکل مختلف ہے اس جہاں میں با عزت و پائیزہ
"دیکھا ہے بدلتی تو حیدری اس کے لہام پر ہی عمل پیر ہو کر رہا بی جا سکتی ہے۔"

۱۔ اُس جہاں یعنی موت کے بعد بھی عزت و عظمت، ملاح اور راہگی مسرتوں کا بھی وہی مستحق ہے جو توحید پر ایسا در اس کے احکامات کے مطابق پہلی زندگی گزارے۔
اس کے سونچے فکر عمل بہ بندہ تہم اور محاسن میں توحید منہ پر واضح تبدیلی رہنا جو ملتی ہے۔

الہدقلى سارۃ تقرون صبر ۱۱۷ میں فرماتے ہیں۔

بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قُلِيَ امْرَأَتُهَا يَذَّابُنْهَا ۖ فَكَذَّبَتْ بِهَآءِ آيَاتِنَا وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْمَدْيَنَ بِالْآيَاتِ الَّتِي كُنَّا يُرْسِلُونَ ۚ

”جیسا کہ ہے والد ہے“، لڑکوں میں کام نہ جب کی کام ٹافید سرتا ہے کہتا ہے

۱۔ عورتوں کو عورتوں کا ہے۔ - ہم ارشد قریب

اللہ حاکم کل شیء وهو علی کل شیء وکیل 0 (سورۃ الزمر ص 62)

”اللہ ہر چیز کے پیدا کرے والے ہے۔ ہر شیء اس کا نگہبان اور ذمہ دار ہے۔“

اسی طرح سورۃ الزمر کی آیت نمبر 27 میں فرمایا

کل من علیہا فان 0 ویبہنی وجہ ربک نوالجلال والاکرام 0

سارے کائنات اور مخلوق اس اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے۔ اپنے اپنے اور حکم سے پیدا ہوئے۔

اسی کے حکم اور ارادے سے قائم ہے۔ اس ذات پوری تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے۔ اس کی

مخلوق ہے اس کی ذات ہمیشہ سے ہے۔ ہمیشہ رہے گی۔ بقہ سب چیزیں مانی ہیں۔

فمن یكفر بالطاوعوت ویومن باللہ (سورۃ نثرہ آیت۔ 250)

کے مطابق عمل پیر ہونا ہوگا۔

یہ ایک حقیقت ہے۔ کسی عمل کی اپنی یہ کسی صفت پوری کو کچھ ترانے اس کے

عالم، موجد اور صفت کار کا معترف ہی نہیں بلکہ اس کی امان ویت، اہمیت اور عظمت کے باعث

اس کے علم، حکم، مروتی کا اعتراف بھی کرتا ہے۔ اپنی عقل، شعور اور علم کے مطابق،

تشکر، عقیدت، محبت کے جذبات بھی رکھتا ہے۔ تو پھر جب ہم اللہ کو خالق کل مانتے ہیں۔

تو اس کی صفات کو بھی ماننا ہوگا۔ صفات میں کہتا ہے۔ صفات میں لاشعریک سے تو اس کی

صفات کے بھی لوازم ہیں ان لوازم میں بھی کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

وہ خالق ہے تو رب بھی ان کو مانا جائے۔ پھر حکم و عطا بھی اس کا حق ہوا۔ اسی کے

احکامات کی پیروی کی جائے۔ یہی دائمی، اطاعت سے۔ درزاتی ہے، تو شکر گزاری

اور حقیقی محبت کا سر نہ بھی ہو چاہے۔ ہر مومن اور مومنہ جتنی تمکین اور عطا کرے

و لا سے تو وہ اللہ اتدعای سے ہی جانے تو کل اس پر نیا چاہے۔ حرج اور خیم سے تو حقیقتاً

وہی فائل تھماؤ رکھو رہے۔ یو اپنی قدرت کا مدد اور نکلت سے سارا نظام چل رہا ہے۔
مصائب، تکلیف، راحت، خوشی، رنج، ام میں اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

وہ عظیم قدرت یہ ہے۔ تو تمام حالات، قحط، بھیس، بھروسہ، چاہے وہ اعلان شدہ ہو یا
اسی کو شکار مانا جائے۔ لہذا یہی ہے تمہارا دل اور افعال کی نئی کئی چائے جس سے اللہ تبارک و
تعالیٰ کی صفت کے لازم کی نئی ہو رہی ہو۔

توحید کا انفرادی اثر

توحید علمی حقیقت میں۔ بلکہ ہدایت کی ضرورتی اور ہم علمی حقیقت سے۔ انسان کی زندگی
چاہے انفرادی ہو یا اجتماعی۔ توحید کے نہایت اہم اور گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
انسانی چارٹر فی الحقیقت یہاں ہے۔ اس کو یہی عقیدہ راوی اور حریت کا اعلیٰ درجہ
مقام بننا ہے۔ کائنات میں تمام اشیاء انسان کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ یہیں جب تک انسان
توحید سے متاثر نہیں ہوتا تو اپنی اپنی حقیر اور کمزور اشیاء سے خوف اور رہتا ہے۔ حالانکہ
یہ سب اس کی خدمت گزار ہیں اور اس کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ یہیں وہ خود ہی توحید سے
متاثر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی خدمت گزار میں لگ جاتا ہے۔ اپنے ہی جیسوں کو ہٹا دیتا
اور وہ ممانعہ درمیان طاقت اور نہ جانے کیا بھنٹاؤں سے روکتا ہے اور انہی کے متحمل
بھگتاؤں سے توحید سے محرومی کا مطلب ہے۔

انسانی اپنی حقیقت سے متاثر ہوتا ہے

اپنے اور اپنے لئے کے تحفظ سے محروم ہے

اپنی حیثیت، عظمت اور شان سے متاثر ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ اپنے مقام سے گرتا
پتہ کرنا ہی چاہتا ہے۔ اپنے نفس کو ذلیل کرنے میں کوئی عار نہیں محسوس کرنا ہے اور

اللہ تعالیٰ سے اشرف التخلوقات ہوئے کہ جس شرف سے نوازا تھا۔ اس سے بالکل ہی محروم ہو کر رہ جاتا ہے تو حیدر سے آغما ہوئے ہی انسان میں ایسا انقلاب برپا ہوتا ہے۔ کہ اس جو ہر چیز سے بہت تھا۔ اپنے آپ کو ان قدر مہذب و باجمہت ہے۔ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز سے بہت نکرتی ہے۔

اس ہی سقزین مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مکی عدیہ اسد م کے جاہلوں کے مقابلہ کے واقعہ میں پیش کی ہے۔

جب فرعون نے موسیٰ کے مقابلہ کرنے جاہلوں کو کنہ کیا تو انہوں نے قبل از مقابلہ اپنے معارضہ میں اصرار میں احادیث انعام کیے اطمینان سے مری تھی مریں کے لئے اکتافی۔

فلما جاء السحرة لخالو بقروء ان لا اجرا ان ك من لعائس

(سورۃ اشعراب آیت 41)

جب جاہلوں نے تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب ہوئے تو کیا تمہارے لئے اجر اور نعام ہے۔ اس نے کہا ہاں!

میں مقابلہ میں جاہلوں مغلوب ہوئے اور تو حیدر کی پکار پڑے ہی ان کی عقل، فہم اور طبیعت میں عظیم انقلاب برپا ہوا کہ ان کے ایمان، نے پر مغزوں نے ان کو طرح طرح کی جھکیاں دیں، سخت مریں سزاں، رسولی پر لٹکائے سے، راہوں۔ نہیں وہ بد خوف، خطہ ہوا کہتے ہیں کہ نہاراں، بقوت ہر ہر ہر ہی، نیازی زندگی پر چل سکتا ہے۔ ہمیں تو اپنے رب کے پاس جانا ہے۔

وما قسم ما الا ان اصابت رب ما جاء ما ربا الطوع عيا حبرا

و قولك من المسلمين ۝ (سورۃ الطہ ۲۰ آیت نمبر 126)

توحید سے شائبہ ہوتے ہی انسان میں ایسا انقلاب اور تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ نہ اس کا جو ہر چیز سے بہت تھا۔ اپنے آپ کو اس قدر بندہ و وابستہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز سے بہت نظر آتی ہے۔

اس کی بہترین مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مومن علیہ السلام کے چاروں سروں کے مقابلہ کے واقعہ میں پیش کی ہے۔ قوم سے انتقام لینا چاہتے ہو وہاں سے دشمن ہو اس لئے کہ ہم اپنے رب کی نشانیاں دیکھ کر ایمان لائے۔ اب وہاں سے رب ہم پر صبر کے ہارنے کھول دے اور ہمیں اسلام پر سوت عطا کرے۔ فرعون نے تو یہ شخص نہیں تھا شریعتاً لیکن یہ جانتے تھے کہ مومن علیہ اسلام حق پر ہیں اور ان کی دعوت حق سے غور فرما ہے کہ ان فرعون سے انعام و اکرام، معاوضہ کی درخواست اور حق کی پیروی اس کے مقابلہ اپنے رب سے صبر کی اور اسلام پر حاکم کی دعا نہ کوئی خوف نہ۔ پریشانی نہ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں توحیدی پر یہ راز عیاں ہو جاتا ہے حقیقت کھل رہی ہے جاتی ہے کہ خوش ہو یا غم، کچھ موت و حیات اب کی زندگی و رشتہ کی ایک ہی طریق ہے۔

توحیدی ہر حال میں اللہ سے ہی امید رکھتا، اسی سے ڈرتا اور اسی سے شکر و التماس کرتا ہے۔ چونکہ وہ جاننا ہے کہ یہ دنیا مختلف حکام، امراء، کارفرما اور کارپردازوں کی بزم گاہ نہیں۔ بلکہ ایک عزم پر و حکیم اپنی غائب حکمت سے چل رہا ہے۔ کوئی بھی اس کی مرضی کے خلاف اس دنیا میں اصرار کرے اور بھی غل اٹھائیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی جاننا ہے کہ اس عالم کا خالق حق ہے اور وہی محبوب حق ہے۔

جو حق پرست ہو گیا وہ دیا کواٹھ حق کی بلی خدمت کرنا ہے۔ حق پرست سے دنیا جہاں کی
بوست پالی، اس کی زندگی لافلی ہے۔ وہ کسی سے نہ ڈرتا ہے، نہ خوفزدہ، نہ ہراساں؛
پریشان ہوتا ہے، نہ تھکن چوٹ کھتی ہے۔ بلکہ ہمیشہ ایک سدا بہار درخت کا پھل کھاتا، ہمیشہ
جاری رہنے والے چشمہ سے فیض یاب ہوتا ہے۔ عجب اللہ نے فرمایا۔

اسم سر کیف صرب السہ منلا کدملہ طیبہ کشجرفہ طیبہ اصہبا نابت و
طرعہا فی السماء ترونی کلہا کل حبس یادہا ربہا ۵ اللہ الامثال نداس
لعمہم بعد مکروں ۵ (سورۃ ابراہیم آیت 24 اور 25)

کیا تم نے غور فکر نہیں کیا۔ اللہ نے کیسی مثال بیان کی۔ پائیزہ کلمہ کی اور پیونہ پتھر صاف
ستھرے پائیزہ درخت کی مانند ہے۔ اس کی جڑیں مضبوط ہیں اور شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں
یعنی اس کو کوئی فوت نہیں لگا، نہ سختی پہنچا، نہ پھل ہوا، نہ اپے رب کے حکم سے دیتا ہے
غور فرمائیے۔ اس کی عقل، فہم، دانش جتنا کلمہ طیبہ پر غور کرتی ہے۔ اتنا وہ اپنی زبان
تکلی چلاتی ہے تو حید معرفت الہی کی باتیں، ایہ نیاں حمد و ثناء کرتی، تسبیح ہمیں حمد و
اللہ کی صحبت و محبت سب اس میں شامل ہیں۔

قی کا اثر ہوا اس پر غور فکر کرنے والے ہمارے ہمیشہ اور ہر حال میں خوش و مرہم رہتا ہے۔ کوئی بھی
حالت یا حالات اس کے دل کو کدور نہ کر سکتے۔ ہم تمام مصائب،
تزامات و حادثہ چھٹائی سے خیر مقدم کرتا ہے۔ ہر حال میں صبر رہتا ہے۔ جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفجر کی آیہ نمبر 27 و 28 میں فرمایا۔

یا ایہا النفس المطمئنة ۵ رجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ۵

اے نفس مطمئنہ! واپس چل پے رب کی طرف و تجھ سے راضی، اورو اُس سے راضی۔

وَلَا تَكْرِهُوا كَلِمَةً يُسْأَلُ عَنْهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَرَبَّكُمْ هُمُ الْعَمَلُونَ ۝

(سورۃ احقر ۱۹)

”اے لوگوں جیسے مت بوجھنا جس سے اللہ پوچھ لیا اور بظاہر اللہ سے اس کو بھلا دیا۔

وہی لوگ افراتین ہیں۔

ایک توحیدی کا باطن مکمل یکسوئی کے ساتھ اپنے رب کی طرف راغب رہتا ہے۔

اور یہی یکسوئی عمل اور نظام بھی طاری ہو جاتی ہے۔

اس میں جس طرح بھی قوانین کے آگے سے سب لچر اور بے اختیار رہتا ہے۔

اسی طرح بے کی، بچہ رگی، بے اختیارگی اپنے رب کے احکام اور احکام کے آگے اختیار

کرتے ہوئے جو راہ اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے، اس سے کوئی اللہ کی مرضی اور رضا کے تحت

کرتا ہے۔ مجھ سے کہیں بد خوئی، خوئی اس کی طاقت قبول کرتا ہے اور یہی اس کا

اصل شرف ہے۔

طر بقہ توحید میں اس کا پسہ بچہ بھی ہے کہ اپنے نفس کی بدگی سے فارغ رہ

تو اور اپنے آپ کو اپنے رب کی بدگی کے جوئے دیتا ہے۔ تمام رسوم، عقیدہ بند سے گرو

ہو کر فلاح کی منزل طے کرتا ہے۔ اللہ کے قرب و معیت پہنچتا ہو بلکہ پھر رہتا ہے۔

قُلْ إِنْ هِيَ إِلَّا سُبُلٌ وَمَعْنَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

شَرِيكَ لَهُ وَيَدَّكُ أَمْرٌ وَإِنَّا أَوَّلُ الْمُعْلَمِينَ ۝ (سورۃ الاحقر ۱۶۲-۱۶۳)

اور معنی ۴ جس پر فلاح ہو جاتا ہے۔

حضرت عشقِ اسلامی خلاق کے بہترین پیکر
(خالدہ جمیل)

رسولِ آرمِ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامِ سپیدہ رقیہؓ سپیدہ اُم کلثومؓ کے شہرِ ناہارہ سپیدہ فاطمہؓ ازہرہ کے ہسولی حضرت علیؓ کے بحرِ زلف 10 جنسیوں میں سے ایک، دو بھرنوں و لے شرمِ حبیب و لے مہمنوں کے امیر، پر بیر گاروں کے، مہرِ مسلمانوں کے ضلیقہ مہدایت یافتہ، دسروں کو ہدایت دینے والے حضرت عثمانؓ میں عفاں کا سینہ دس جاہلی عصمت سے پاک تھا۔ نہ رختِ نجلِ حضرت عثمانؓ کے سینہِ قلب پر پڑی تو اس کا دس نہر ایماں سے جگمگا اٹھا۔ حضرت عثمانؓ نے جاہلیت سے اپنا رشتہ کاٹ دیا اور اسلام سے اپنا رشتہ جوڑ دیا۔ اپنے بیٹائی ہتھیار سے وہ تمام بت توڑ اپنے حواث کے رستے میں حامل تھے۔ اب وہ ہر طرح سے بندھنوں سے زائے نہیں کی زندگی کا مقصد امدانے کہ۔ بحمد الحق تھا، اس کی زندگی کے مثلِ نخلِ ناز و رفاقت قرآن تھے اور ان کی مصروفیت ہوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا تھا۔

خلافت عثمانؓ میں حضرت عثمانؓ کے جو وکرم کا دریا جوش میں تھا۔ ان کی ولایت رشتہ و رول عربوں، مسکینوں، یتیموں و بیواؤں پر تھا۔ جوں و نا اراں کیلئے وقفہ تھی حضرت عثمانؓ نے اسد میں داخل ہوتے ہی اپنے خزانے کے اصرانے کھول دیئے تھے اور دخلت اسلامی میں دریا ئے جوار و کرم اور عطا و بخشش میں طغیانی سی آئی تھی لہذا آپؐ حسن سیرت اور حسن محبت کا مرتبہ تھے۔ سلعہ حبیب کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے صحیح پیرامٹ سے بیعت کی اس بیعت رضوان کی عظمت و افضلیت قرآن کریم میں دو مختلف آیات میں مذکور ہے۔

ترجمہ ”جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے تھے، وہ حقیقت وہ اللہ سے بیعت کر رہے تھے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر بعد بیعت کے جو عہد توڑے گا، اس عہد کے طور سے کا وہاں اسی پر پڑے گا درجہ شخص اس بات کو پورا کرے گا، جس پر بیعت میں خدا سے عہد یا تو عنقا یہ عہد اس کو بڑا کرے گا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس بیعت میں حصہ لینے والوں سے اپنی رضا و خوشنودی کا اعلان فرمایا۔ (سورہ فتح آیت نمبر 18)

”بیشک راضی ہو اللہ، ان اہل ایمان سے کہ جنہوں نے درخت کے نیچے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جس جان یا اللہ تعالیٰ نے وہ جوان کے دلوں میں تھا۔ انارا ان پر اطمینان اور اسام۔ یہ وہ عظیم مسیتیں ہیں اس حضرات کی کہ جنہوں نے اس بیعت میں حصہ لیا۔ اس بیعت کے اسباب و درپس منظر پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس بیعت کے انعقاد کے سبب اور اس بیعت کے وجود کی ہیں دو اسباب حضرت عثمان کی ذات ہے۔

حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے تھے اور کفار نے مسجد نبوی کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کو کھڑی کر کے اس کے سے گفت و شنید کیسے اپنا بیٹا بڑا رکھ کر رہے ہیں قریش مکہ نے آپ کو روک دیا اور مسجد نبوی میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنیؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ”ہم ٹھیک چھڑیں گے حسب تک کا اس قوم سے قتال۔“ رلیں اور آپ ﷺ نے مسلمانوں کو بیعت کی دعوت دی اور درخت کے نیچے تمام مسلمانوں نے بیعت کی اور یہی اور بیعت ہے جس کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ اس بیعت کے دجور و انعقاد کا جس میں حصہ لینے والے نہ صرف براہ راست اللہ سے عہدہ چاہنے والے میں بلکہ اس کی رضا و خوشنودی کو بھی یقین سے حاصل کرنے والے ہیں۔ سبب حضرت عثمان غنیؓ تھے۔ ایک فضیلت یہ تھی۔ دوسری فضیلت جو اس سے ارفع، اعلیٰ سمجھی جاسکتی ہے کہ صحابہ کرام نے جو بیعت کی وہ اس طرح تھی کہ ایک ہاتھ صحابی کا اور ایک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ دونوں نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ تمام صحابہ بیعت کر چکے تو حضرت عثمانؓ کی بیعت کی جس کیفیت سے منعقد ہوئی۔

کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کی بیعت خواہی اور وہ اس طرح کہ آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا۔ گویا آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمان غنیؓ کا ہاتھ قرار دیا۔ علامہ ابن کثیرؒ نے ابن مالکؒ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے یہ عثمان غنیؓ اور اس کے دو ساتھیؓ کے مابین کی تکمیل میں ہے چنانچہ اپنے ایک ہاتھ پر دوسرے ہاتھ مارا جس سے نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ عثمان غنیؓ کے ہاتھ سے ملا۔ یہ تمام صحابہ کے ہاتھوں سے ہوتا تھا جس کے درجہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق یعنی جنت میں عثمان غنیؓ ہیں گئے۔ یعنی عثمان غنیؓ وہ ہستی ہیں کہ جن کو اس دنیا میں بھی آپ نبی اکرم ﷺ کی صحبت و رفاقت کی دولت نصیب ہوئی اور جنت میں بھی آپ نبی کریم ﷺ کے خاص رفقاء میں سے ہیں گئے۔ آپ عادت و مزاج کے اعتبار سے صبر الطبع، سلیم النظرات اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک تھے۔

نگاہوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو راحت پہنچانے والے، راجوں کو سکون، سودوں کو بخشش والے، عظیم و سرگرم۔ خدا کے پرکار رسول خدا ﷺ کے عاشق، ملت کے پیر و آئینہ کے نگار اور جنت کے خلیفہ رہتے۔ آپ قرآن کے تلاوت کا تپ اور دہر اور شب و روز اس کی تلاوت کرنے والے تھے۔

آپ حدیث کے سننے والے، جانے والے اور سنانے والے تھے۔ انہوں نے مدینہ کو ٹھنڈے اور ٹھنڈے پانی سے سیراب کیا۔ انہوں نے لشکر اسلام کو سارو سامان سے آراستہ کیا۔ انہوں نے قرآن کو جمع کیا اور اس کے نور کو دنیا بھر میں پھیلایا۔ خداوند تعالیٰ ہے اس کو ماں و دالت۔ خوب فوازا تھا اور وہ یہ دولت خدا کی راہ میں بنا دیتے۔

خداوند تعالیٰ نے ان کو قائدانہ صلاحیتیں بخشی تھیں، حکمرانی کے اوصاف عطا فرمائے تھے وہ حاشی سے دینِ ہدیٰ کی خدمت کرتے تھے۔ انہیں مامور و نمودار و نمائندے سے سخت نفرت تھی۔ وہ خدا کی رضا اور رسول خدا ﷺ کی خوشنودی آپسے پیہ سارے کام کرتے تھے۔ انہیں اقتدار و منصب کی چاہت نہ تھی۔

حضرت عثمانؓ فطرتاً ہی عقیف پارہا ویں مدار و راسخ ہا رہے تھے۔ سب سے بڑا وصف
 حب و اہم رحمن اس کی حاصل تھا۔ اہم جاہلیت میں جب کہ عرب کا ہر بچہ سست تھا۔
 اس وقت بھی عثمانؓ و انھوں نے اس ڈانکے سے کام لیا تھا۔ اور جب کہ کتب و فتاویٰ
 بقیہ و فخر مانگیر تھے۔ آپ کا دامن میں ہوں سے لودہ نہیں ہوا۔ رسول اکرم ﷺ کی
 صحبت نے ان کو صرف کہ اور بھی چکا ہوا تھا۔ خوف خدا تمام محاسن کا سرچشمہ ہے۔ حضرت
 عثمانؓ کی آیت خوف خداوندی سے تیرہ رہتے۔ موت تیرا ہا قوت کا خیال بیکارہ نامن
 گہر رہتا۔ سامے سے چتا و گرتا تو کھرے ہو جاتے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل
 جاتے۔ قبر میں سے گزرتے تو اس قدر درد جاتے۔ اڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ لوگ کہتے کہ حت
 یہ زخ کہتے تیروں سے تو آپؓ ہا اس قدر رقت طاری نہیں ہوتی۔ مگر قبر میں ہا خاص
 بات سے کہ انھیں، کیونکہ قبر میں ہا قرار ہو جاتے ہیں فرماتے تھے کہ اللہ کا ارشاد مبارک ہے
 کہ قبر تیرے سب سے پہلی منزل ہے۔ گریہ و معادہ مالی سے ملے ہو گیا تو پھر تمام
 منزلیں تیرا ہیں اور اگر اس میں دشواری پیش آتی تو پھر تمام منزلیں دشواری ہوں گے۔

شیخ محمد علیہ القیود یہ قہد لکھ جتہ بہ حیوی

سے ماہ ناہتا 2024 سے پہلے حیوی بھ یوں کو درج ذیل

شیڈول کے مطابق مسجد کی تہ کا مطالعہ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

جولائی: نعیہ ملت ، طریقت تو حیویہ

اگست: چارٹ راہ ، مقدمات معرفت

ستمبر: مقصودیات

پاکستان میں نفاذ اسلام کا المیہ

(سے ایچ اعظم)

ایک عرصے سے یہ سوال میرے لیے بڑگ جاب بنا ہوا ہے کہ اللہ جل جلالہ اور رسول
عالی مرتبہ ﷺ کے مہم پر معروضہ وجوہ میں سے، ان اس مملکت قدادہ میں خاتم رسل کا دین
قرآن و سنن نبویؐ کیسے ہو پورا جبکہ پاکستان کے عوام ان کی توبہ کی چاہتے ہیں کہ اگر
واقعی ان سے مسئلہ کا حل ملام میں ہے تو اسے جدارہ و عدلہ رائے ہونا چاہیے۔ زعمہ بیچس
مہم میں ہی ایک بار در اسلام کی پرچوش تحریکیں انھیں مگر سب کی سب رسی جھانکی کی
منکارت چٹانوں سے ٹکر رہا پٹ پٹ ہوئیگی۔ ہمارے الفاظ میں نفاذ اسلام کے بلند ہانک
سعرے تو لوگوں نے بارہا سے مگر نتیجہ کچھ بھی نہ دیکھا۔ ان حالات میں پاکستان میں ایک
تشوہہ ناک روش دیکھنے میں آتی ہے۔ اور وہ ہے لوگوں کی ملام سے رادرمہ و رہنمائی ہونی
بیزاری۔ اس کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے۔ اسلام صرف ایک نو حیدری معاشرہ جس میں طاعت
دائرہ و سونچ لیا میٹ نہ کیا ہو، میں ہی کارگر ہوتا ہے۔ جب ملام عوام کے مسئلہ حل
نہ رہا ہے گا تو لوگوں کا اس کے بلند ہانک سروں سے بیزار ہونا ایک قدرتی رد عمل ہوگا۔
دوسری طرف بے مروت، رجعت پسند اور قسود اسلامی تحریکیں لوگوں کو اس سے قریب نہ
کی بجائے دور کر رہی ہیں۔ صدر یوں پر محیط کامیوں کے بعد مسلمان اپنے دین اور اپنے
آپ سے بددین اور امید ہو چکے ہیں۔ اس سے انہیں کوئی تبدیلی کا سامنا نہ ہو سکتی ہے تو

وہ یقین نہیں کرتے اور اس کی توجہ ”سٹیوں کی بجائے منکھت پر مرکوز رہتی ہے حالانکہ شریعت اور اسلامی نظام معیشت کے بنیادی ایک ”سار“ قابل عمل طریقہ کار ہے، مگر مذہبی علماء اور مذہبی حکومت منہ کے لئے تیار ہیں۔

اللہ ہر اس کے رسول ﷺ کی شریعت کو فقہاً تقریباً ایک سو اکیس حکامات پہنچی ہے، جسے ایک قلیل مدت میں بعد رفتاریں رائج کیا جاسکتی ہے اور ایسا کرنے کے لئے مفتہ میں نہیں چوتھائی اشریت کی بھی ضرورت نہیں۔ جب کہ مفتہ کی تدوین نو ایک محنت اور وقت طلب کام ہے، جو بتدریج ہی ہو سکتا ہے۔ شریعت و مفتہ میں فرق نہ کر کے ہمارے علماء اور دانش ورانہ انتہا رکابا حث سے ہیں، جو سچے سچے عوام اتنا بھی نہیں جانتے کہ چدرہ ہیں ”مگر تہیم شریعت نافذ کرے کے اہل“ کا اظہار ہے۔

مجھے اس امر کا شہدات سے احسنی تھا کہ ایک بار پھر حکمران وقت اسلام کو اپنے حق منکھت کے لئے استعمال کر کے لوگوں میں اسلام کے لئے مزید بددین پھیل دیں گے۔ اور ہوا بھی یہی کہ محترمہ ریاض العظیم نے شریعت میں نافذ کئے گئے اسلام کو ایک بار پھر اسلامی سیاسی مسئلہ بنادیا حالانکہ ایسا کرنے والوں کو چنداں ضرورت نہ تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اچھے بھٹے روایتی مسلمان بھی شریعت کے خلاف رہے افشانی نے گئے۔ قوم کو اس ناپسندیدہ صورت حال سے بچانے کے لئے میں نے بنیاد شریعت کا ایک ”سار“ اور مفصل طریقہ کار و رنامہ نیشنل مابریہ ۱۲ اور ۱۹ جولائی ۱۹۹۸ء اور نوائے وقت مابریہ ۲۱ یا ۲۲ جولائی میں پیش کیا تھا، جو بعد میں دنیا کے کئی ایک اخبارات اور مجلات میں بھی شائع ہوا۔ مگر حال سے کہہ رہا ہوں کہ مفتہ نے اس پر راہی توجہ دیا ہو، مسئلہ کا اصل تو کبھی بھی ہمارے خیر فوں کا بھرہ نہیں رہا، ان کا وہ مستند حیثیت تو اپنے افتخار رکابا ام اور اپنے اہل و شہوں کا نول ہوتا ہے۔

یہ دنیا یہ امت کا ایک بہت بڑا میدان ہے کہ جتنی تقسیم شاہ رو حالی قمرؒ کی بددیت اور اللہ کے شریعی حکم کی سنت نصیب ہو سکے گا جو یہ صدیوں میں ایسا حقیقی نظریہ قانون نہ پیش کر سکے کہ جس کے ذریعے یہ رو حالی بددیت کو کون کی عملی زندگیوں کے لیے مشعل راہ دیا جاسکے۔ کیا یہ مقام شرم نہیں کہ آج جبکہ اس دنیا کے بچوں سے روادہ مذہب میں مسلمان عکس میں اور ان کی اتحاد اور ایک ادب سے بھی زیادہ ہے تو ایک بھی مسلمان ملک ایسا نہ ہو جس میں نظام اسلام پوری طرح رائج ہو اور دنیا کو یہ بتا سکے کہ اسلام اس طرح اقتصادی اور معاشی مسائل، جو آج کے ملک کو درپیش ہیں، حل کرتا ہے۔

پاکستان میں اسلامی نظام کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ جو دہائیوں سے علماء و مذہبی ائمہ بن گئے ہیں۔ ہمارے مذہبی ائمہ ہیں اور علماء کا مسئلہ ان کا اندام نہیں ہے، جس کے تحت وہ چھوٹے چھوٹے مسائل کی مین شاخ کا سے میں مصروف رہتے ہیں اور ان کی رائے اپنی غیر فیصلہ کن، مضار اور راجی ہوتی ہیں کہ کسی کارٹر پارٹنر یا کسی سہاڑی کے لئے کارآمد ثابت نہیں ہوتیں۔ ہمارے علماء و مفتیان کی زیادہ تر توجہ شلوک و رفع کرنے کی بجائے فرق و باری ہو رہا ہے، چنے پھرنے کے نتیجے میں جبر و فساد کس اور زیادہ بڑھ چکا ہے، ان کے اچھے رگتے چلے گئے۔ ان حضرات کو اس امر کا حساس ہونا چاہیے کہ اب دنیا بھر کی روئے در غیر مذہبی تفصیلات پر ہے جو اصرار ہمارے طبقاتی حکمرانوں کو شریعت کا نفاذ نہ کرنے کا ایک معقول یہاں نہ فراہم کرتا رہا ہے۔ ہمارے اس وطن عزیز میں گزشتہ تین سو سالوں میں یہی چھوڑنا چاہتا رہا ہے جب کبھی نظام اسلام کے نفاذ کی تحریک دیتی تو ہمارے طبقاتی حکمرانوں سے علمی و فنی اختلافات کو سامنے لے کر سفاقت سے دھوئے دیتے ہیں۔

یہ بات کہ مسلمان قانون اسلام کو اپنی اپنی اور معاشرتی زندگی کے مسائل کیوں

حال نہیں کر پڑے۔ وہی ایک بڑی مچھلی ہے۔ قانون کو حد یوں پر محیط قیاس حیاں اور قانونی تشریق سے عام مسائل کو نظر سے اٹھل کر دیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ مسائل کو سے صوبوں سے سوچنا چھوڑ دیا ہے۔ لہذا اس کا مارنے کا سارا اھکار محمد قدیم کے مسائل منکروں کی سوچی ہوئی ہے۔ اس طرح مدعی قانون اور حاضر کے مسائل کے حل کے لیے اپنی عملی مناسبت کھومیں۔ ایک ہزار سال پر محیط علم نظام اور فقہ نے اسلامی اصول سازی کے لیے اپنا بنا کے رکھ دیا۔ دور حاضر میں بھی نہ اشریت کا مسئلہ ذاتی بھصوں کا بھکار ہے جس کا اندازہ اسلامی ساری جہاتوں کے اکابر میں کے اختلافی رویوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ یہ بات تو قطعی طور پر واضح ہے کہ جب تک شریعت کے خدوخال موجود اور مقاصد کے متعلق رائج و نیاں خیالات ہیں، انہیں اور چھید گیوں رفع نہ کی جائیں گی اور مدعی قانون کو اس کی اصل صورت اور سادگی کی طرف واپس لوٹنا پڑے گا۔ اس وقت تک مسئلہ جاری رہے گا اور متنازع نظریات کے گرد کھینچوں میں گم رہیں گے اور انہیں نکلنے سے روکا جائے گا۔ اس لیے اس حقیقت سے نیا اور نہی یہ کہ یہ اپنے جہر دکا لای سے چاہتے ہیں؟

ایک بے جس نے پچھلے سو ڈیڑھ سو سال سے ہمارے مدنی اکابرین کے ذہنوں کو مسکور کیا ہوا ہے وہ ہے غلبہ اسلام کا مسئلہ۔ جہاں ایک قوم نے آٹھ سو سال حکومت کی جو اس میں وہاں وہاں غالب رہے کی خواہش ایک قدرتی امر ہے۔ مگر دینی تہذیبیں ہو چکے ہیں۔ برائیں ہمارے زلمیوں پر اپنی برائی تسلط سے بہت زیادہ مرموع تھے۔ خدمہ غنایت اللہ اکثریتی نے اپنی خاصہ توجہ ایک تہذیب کی ماری پارٹی کے خدوخال پر اٹھائی تھی۔ شاید زیادہ لوگ اس بات سے متنبہ نہ ہوں۔ سو مانا ہوا اعلیٰ مذہبی و فاضل مہر کی راہ دکھانے والے خیر کی برائیاں تھیں۔ حضرت مہمانانے اپنی گہر پست کے مترادف قرار دیتے ہوئے یہاں تک

بھی کہہ دیا کہ اسلامی ریاست کا شٹ ور میونسٹ حکومتوں سے مناسبت رہتی ہے۔ اسلام کا نظریہ سیاسی (حضرت مولانا پاکستان کی مخالفت بھی اس لئے کی تھی جو کہ اس کے خیال میں ایک مضبوط عقیدہ رکھتے، ان منظم پارٹی محسوس اپ ایس اور ڈیپلیٹ کی طاقت کے زور پر برسرِ اقتدار آتی تھی۔ جو اس کے ارکان کی تعداد ایک فی ہزار ہوسات کا نہیں تھا سب مسلمان پورے ہندوستان پر حکومت کر سکتے ہیں تو چھوٹے سے بڑے ہندوستان پر اکتا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد فقط ہر اہل دین کی تلاش میں نہیں رہے۔ سرگرداں رہے۔ چارے دیے اکھیریں اپنی نظریاتی عیمیت (Ideological deal sm) کے نئے میں زمینی حقائق سے روٹتی رہ رہے ہیں۔ پاکستان کے مسلمان عوام میں بھی یہ غیر حقیقی تصویر عام ہے کہ ایک مسلمان اس بدووب پہنچا ہی ہے۔ ایسے رجحانات کے متاثرہ کے لئے ایک بار دعوتِ اسلامی لے کر آیا تھا۔ آخر بارہ دینا ہے تو ہمدانش سے گھرانا کھجور۔

ہندوستان کے بڈرووب سے تو یہ جاننے کے سے کہ مسلمان زول پہنچے کیسے ہوتا ہے اپنے دیر سے سنا رہی ایک ٹیم ہمیں رائے دی تھی مگر ہم نے جواب دے دیا کہ وہ جو باتوں طرف کوئی توجہ نہ دی۔ پروفیسر سید محمد اسماعیل اس طرح پر اس نہایت ہی ہمہ سائنسوں پر ایک رشتہ جیسا تحقیق کر رہے ہیں۔ آپ کے خیال میں جو ہندو مسلم معاشرہ وسیع و بستی اور محبت و مروت کی ساس پر مسلمان حکمرانوں نے قائم کیا تھا، اس کی واپس دین تھیں ایک مسلمان فاضل کی منکری تو ہے اور دوسری اس کی اخلاقی قوت (مجلہ اقبال اپریل 1998ء) دوسرے شخصوں میں مسلمانوں کے عروج کا باعث اس کا اخلاق رہا اور اس وقت سے نہ رہا تھا اور ان کے ذہان کا باعث اس کا اخلاق اور نہ ان کی معنی دیا سے محبت اور مروت کا ارتقاء۔

دراصل قرآن عظیم مسلمانوں کو مذہبِ اسلام کے لیے عفو و راز ہونے کی تلقین نہیں کرتا اور نہ یہ کہتا ہے کہ مسلمان جہادِ بدعتی کی سرکے ایک امیر کی اطاعت میں علماءِ اسلام کے لیے جہاد کریں۔ پھر قرآن حمیدوں اور اہل حکمت پر ہے۔ جب مسلمان مکمل طور پر مسلمان بن جانا سے متوجہ اپنے کوں، مکان میں خود بخود دنیا لب پہنا جائے۔ حضرت علامہ اقبال کا فلسفہ خود ہی ان حقیقت کی راہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اے لوگو جو یمن سے لائے ہو، ایمان۔" (4: 136) وہ لوگ جو یمن سے لائے کے بعد سچا ایمان نہیں لاتے، بھتیجی جس چیز کو مانے گا جو ان سے کہتے ہیں فی الواقع اسے نہیں مانتے، دراصل وہ کافر ہیں۔ اسے لوگوں کو اللہ کے گمراہ معاند نہیں کرے گا اور نہ ہی کبھی ان کو رہبرِ راستہ دیکھے گا۔ (4: 137)

اسلام کی ایک مستح شدہ صورت بنی رہا کر کے ملت اہل چار کے منصب کو دعوت دیں گے۔
 ہمارے دینی زعم کو نئے کتب ساری نظام کا شعور ہے اور یہی اس نظام کو کام کرے کا کتب انکی
 نسل اس کے پاس ہے اس کا دین فی سبیل اللہ صبار کے بعد، دیکھ نہیں۔ چاہے انکا دین تو
 میدان قیامت میں قدم رکھنے سے پہلے ہر چیز سے تعلق تو نہ صرف اللہ تعالیٰ سے تعلق چاہیے
 چاہے اور چاہے تو کی، انکی خواہشات اور گروہی مفاد پر اللہ کا جو جہاں چاہے ای کے رنگ میں
 رنگا جہاں چاہے اور ہر قدم صرف اللہ کی رضا کے مطابق ہی اٹھانا چاہیے۔ جب وہ اس مقام کو
 پا میں گئے اللہ کی مدد و براہ راست اس کو ملے گی اور کامیاب اس کے قدم چاہے گی۔

اسلام میں اخلاقی اور دہا داری پر جتن زور دیا گیا ہے شاید ہی دنیا کے کسی اور مذہب میں
 دیا گیا ہو۔ نبی شراٹوں میں رسول نرم کو جہاں تک بتا دیں گے لوگوں کو ہدایت دینا تمہاری
 دے داری نہیں ہے کیونکہ ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہے دیتا ہے (22:2) رسول اللہ کے
 ذمہ صرف اخلاقی کام ہے۔ وہ اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کا کام ہے
 (25:54, 29:18) اور گروہ سے مسیح نہیں تو تمہارا کام تو صرف واضح طور پر بتانا ہی ہے
 (16:82)۔ رسولوں پر صاف صاف پیغام پہنچانے کے سوا اور کوئی ذمہ داری نہیں
 (17:35, 38:17)۔ ہم نے تمہیں صرف خوشخبری سنائی ہے اور ڈانٹنے والا ہونا کے
 بھیجے (25:56, 105:17)۔ ہے نبی تم جسے چاہو سے ہر بیت کش دے سکتے ہو مگر اللہ
 جسے چاہے ہدایت دیتا ہے، (28:56)۔ ہم نے تمہیں اس کامی مظاہر بنایا: اور یہی تم ان کے
 اعمال کے ذمہ دار ہو (6:107)۔ جس تم بھیجتے ہو وہ تمہیں بھیجتے ہو، والے ہو، کچھ
 اس پر حیرت ہے والے نہیں (22:88)۔ اس آیت کی روشنی میں سورہ توبہ کی آیت نمبر ۲۳
 لیطہرہ عسی دین کہہ "کا منصب تعلیم تبلیغ ہی ہو ملتا ہے کہ عہدہ پانچ۔"

اسلام میں جنگ کفر سے نہیں ظلم اور جارحیت سے ہے۔ سوائے امام شافعی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے سب اماموں اور علماء الاکبر کی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے غیر مسلمانوں کے ساتھ تعلقات جنگ کی بجائے امن پر مبنی ہیں۔ اس زمانے میں ہم اپنے غیر مسلم ہم وطنوں کو دوسرے دوحہ کے شہری کیسے بنائیں گے؟

ہمارے قائد امت پسند مقلد عناصر کے اس اصرار کی کہ جدید اسلامی ریاست تفصیلاً خلافت راشدہ کے عین مطابق ہونی چاہیے، شریعت توشیح نہیں کرتی۔ شریعت اسلامی ریاست کا کوئی واضح نمونہ بھی متعین نہیں کرتی اور نہ یہ اسلامی ریاست کے آئین کا قطعی نقشہ پیش کرتی ہے۔ انسانی ماحول کے تغیر و تبدیلی کو مد نظر رکھتے ہوئے، شریعت صرف چند ایک کشادہ اصول مہیا کرتی ہے۔ دراصل اسلامی ریاست ایک قسم کی نہیں بلکہ کئی اقسام کے مسلمانوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ اپنی ضروریات اور شریعت کے غیر مبہم اجتماعی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، اپنی ریاست کے حدود خال متعین کر لیں۔ بہر حال خلفاء راشدین کے ذاتی کردار اور اخلاقی ہمارے لئے ہمیشہ کے لئے مشعل راہ ہیں۔ فی الحقیقت یہی وہ نقطہ ہے جو امت پسند حضرات کی نظروں سے گوجھل ہے کہ ہمیں خلافت راشدہ کی ظاہری اشکال کی بجائے اس کے کردار اور اخلاق کا پھانا ہوگا۔

اور یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارا ہدف فقط اسلامی ریاست کا قیام نہیں، بلکہ اس کے ذریعہ اسلامی یعنی مقاصد، سچائی، انصاف، مساوات اور انسانی فلاح کو حاصل کرنا ہے۔ بے شک ہمیں ابھی دنیا پر یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم وہ بہترین امت ہیں جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے دنیا میں لایا گیا ہے (3: 110)۔ پس ہمارا عقیدہ کفر الفطری بنیاد پرستی یا ہے کپ تقلید کا نہیں بلکہ تخلیقی جدوجہد کا ہے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ ہم ہندی الاصل لوگ بت پرستی کے

چنگل سے ابھی تک پوری طرح آزاد نہیں ہوئے جیسا کہ حضرت علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

ع: تیرا دل تو بے صنم آشنا تھے کیا لے گا نماز میں

ہمارے دینی راہنماؤں نے اسلام کو بھی صنم کیسے بنا رکھا ہے اور اس کے لئے ہر وہ توں کی طرح ہمدقت مال و خون کی قربانی مانگتے رہتے ہیں حالانکہ ہمارا رب العالمین تو یہ چاہتا ہے کہ ہم اس کے راستے پر چل کر اپنی زندگیاں آسودگی اور خوشیوں سے بھر لیں۔

دینی راہنماؤں اور علماء کے کرنے کے کام تو وہی ہیں جو رسول اکرمؐ نے سرانجام دیے تھے۔ جیسا کہ کلام اللہ میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امیوں کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو انہیں (۱) اللہ کی آیات سنانا ہے (۲) ان کا تزکیہ نفس کرنا اور ان کو (۳) کتاب اور (۴) حکمت کی تعلیم دینا ہے۔ (2: 129, 151, 62-2)۔ چنانچہ دینی اکابرین اور علماء کرام کو چاہیے کہ دینی سیاست کو خیر باد کہتے ہوئے اپنی قیمتی زندگیاں اس مقدس کام کے لئے وقف کر دیں۔

دعائے مغفرت

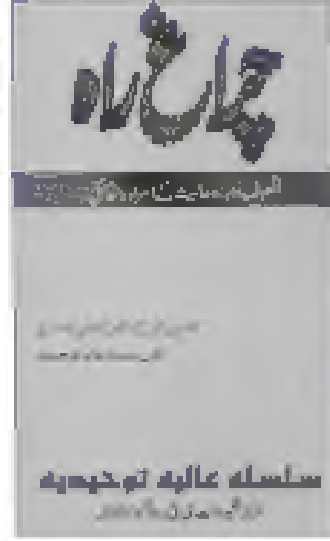
ملتان سے سامدہ اسد، حمزہ اسد کے نانا ابو

بقضائے الہی وفات پا گئے ہیں (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

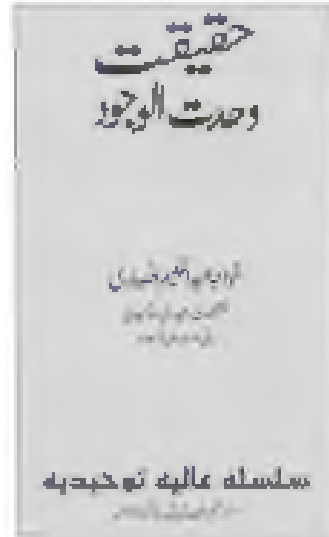
مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔

بانی سلسلہ عالیہ توحید یہ خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے انہیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ سلوک و تصوف میں ذاتی تجربات، مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔ ذوال امت میں امراء و علماء، صوفیاء کا کردار۔ علماء اور صوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔ تصوف، فتنہ اور بیدار کے اثرات اور تصوف کے انسانی زندگی پر اثرات۔ سلسلہ عالیہ توحید یہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔



وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصر کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔ مصنفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کر دیا ہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں: حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت المشہود، انسان کی بقاء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اور ناگزیریت، بنیادی سوالات جس نے نظریہ وحدت الوجود کو جنم دیا اور روحانی سلوک کے دوران بزرگان عظام کو ہوجانے والی غلط فہمیاں۔



سلسلہ توحید پی کی مطبوعات

قرآن و حدیث کی سلسلہ کی پہلی کتاب ہے جو مسلمانوں کے لئے لکھی گئی ہے۔
اس کتاب کی مدد سے مسلمانوں کو یہ علم حاصل ہوگا کہ قرآن و حدیث
کی روشنی میں اسلام کی اصل کیا ہے۔ اس کتاب کے مصنفین علم کی طرح
جس طرح چاند ہماری دنیا کی تاریکی کو دور کرتا ہے، اسی طرح قرآن و حدیث
کے علم کی روشنی سے مسلمانوں کی تاریکی کا دور دورہ ہوگا۔
اس کتاب کی مدد سے مسلمانوں کو یہ علم حاصل ہوگا کہ قرآن و حدیث
کی روشنی میں اسلام کی اصل کیا ہے۔ اس کتاب کے مصنفین علم کی طرح
جس طرح چاند ہماری دنیا کی تاریکی کو دور کرتا ہے، اسی طرح قرآن و حدیث



یہ کتاب مسلمانوں کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کی مدد سے
مسلمانوں کو یہ علم حاصل ہوگا کہ قرآن و حدیث
کی روشنی میں اسلام کی اصل کیا ہے۔ اس کتاب کے مصنفین علم کی طرح
جس طرح چاند ہماری دنیا کی تاریکی کو دور کرتا ہے، اسی طرح قرآن و حدیث
کے علم کی روشنی سے مسلمانوں کی تاریکی کا دور دورہ ہوگا۔
اس کتاب کی مدد سے مسلمانوں کو یہ علم حاصل ہوگا کہ قرآن و حدیث
کی روشنی میں اسلام کی اصل کیا ہے۔ اس کتاب کے مصنفین علم کی طرح
جس طرح چاند ہماری دنیا کی تاریکی کو دور کرتا ہے، اسی طرح قرآن و حدیث



Reg: CPL - 01

Website www.tauheediyah.com